امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

اور

احترام سادات

مصنف

علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری

ناشر

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج وعمرہ سروسز

آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر، کراچی۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

اور احترام سادات

مصنف

علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری

پیشکش

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ

سلسلۂ اشاعت	:	30
نام کتاب	:	امام احمد رضا اور احترام سادات
مصنف	:	علامہ سیّد صابر حسین شاہ بخاری
ضخامت	:	64 صفحات
تعداد	:	3000
سن اشاعت	:	مارچ 2006ء
ہدیہ	:	ایصالِ ثواب جمیع امت مصطفویہ ﷺ

ناشر

ضیائی دارالاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بنام نامی

تاجدار اہلسنت، ناصر ملت، واقف اسرار شریعت، داناءے رموز حقیقت، راحت قلب حزیں، احب علم یقیں، شمس العارفین، سید الواصلین، عمدۃ الکاملین، نائب سید المرسلین، سید العلماء، تاج العرفا، رئیس الاتقیا، زبدۃ الافاضل، مجمع السلاسل، خاتم الاکابر فخر السادات سیدنا مولانا حضرت مخدوم السید الشاہ آل رسول احمد قادری مارہرویؒ نور اللہ مرقدہ۔

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

نیاز کیش

صابر حسین شاہ بخاری

معروضات وعزائم

الحمدللہ علی احسانہٖ "انجمن ضیاء طیبہ" گزشتہ دو سال سے مسلک حقہ اہلسنت وجماعت کی ترویج واشاعت کے لیے خدمت میں مصروف عمل ہے۔ انجمن کی نسبت شیخ العرب والعجم حضرت قطب مدینہ شاہ ضیاء الدین قادری مدنی قدس سرہ سے معنون ہے۔ سادہ لوح سنی بھائیوں اور بہنوں کی اعتقادی و نظریاتی راہنمائی کے لیے اہم موضوعات پر تاحال تقریباً پچیس کتب شائع کرنے کا شرف سعادت حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شمسی کلینڈر (انگریزی ماہ) کے پہلے یومِ جمعہ بعد عشاء "الف مسجد" کھارادر میں حالات حاضرہ کے مطابق اہم موضوعات پر درس قرآن و احادیث کے اجتماعات بعنوان "ضیائے قرآن" منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں مقتدر علماء اہلسنت محققانہ وناصحانہ خطاب فرماتے ہیں جب کہ اسی موقع پر بہ اعتبار موضوع ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ "انجمن ضیاء طیبہ" کے تحت سنی حاجیوں کی فکری و عملی راہنمائی کے لیے "المؤذن حج گروپ" کی خدمات ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ حاجیوں کے لیے تربیتی کورسز، سوال وجواب کی فقہی نشستوں کے انعقاد، مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے مسائل اور دعاؤں پر مبنی کتاب "ضیائے حج" اور حجۃ الوداع کی روداد پر مبنی کتاب "رسول اللہ ﷺ کا حج" اور دیگر درود وسلام اور وظائف پر مشتمل کتاب "ضیاء درود" (مختلف درود خصوصاً درود اکبر) "ضیاء طیبہ" (قصیدہ بردہ شریف) "الوظیفۃ الکریمہ" (اعلیٰ حضرت اور مشائخ قادریہ کے معمولات واوراد و وظائف) اور

"ضیاء الدعا" کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پہلی تا پندرہ صدیوں پر محیط مجددین کی تفصیلی و تحقیقی تاریخ "ضیاء المجددین" تقریباً آٹھ جلدوں میں عنقریب شاءع ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ عزوجل والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام) نیز ان شاء اللہ بارہ مہینوں کے فضائل اور ان میں اعراس بزرگان دین کی تواریخ پر مبنی "کلینڈر" بھی بہت جلد شاءع ہوگا جبکہ ہر ماہ کے فضائل پر علیحدہ کتابچے تو ہم پہلے ہی شاءع کر چکے ہیں۔

سید اللہ رکھا

پیش لفظ

از قلم: نسیم احمد صدیقی نوری

رسالہ ہذا "احترام سادات اور امام احمد رضا" کی پہلی اشاعت کا شرف "رضا اکیڈمی" لاہور کے الحاج محمد مقبول احمد ضیائی کو ۱۹۹۷ء میں حاصل ہوا۔ دوسری اشاعت ہندوستان سے ہوئی اور اب یہ تیسری اشاعت کا شرف انجمن ضیائے طیبہ کراچی کو حاصل ہو رہا ہے۔ انجمن ضیاء طیبہ (بحمدہ تعالیٰ) ہر ماہ عقاءد اہلسنت کے فروغ کے لیے کتب و رسائل شائع کرنے کا اہتمام کرتی ہے۔ گذشتہ سال عرس اعلی حضرت قدس سرہ کے موقع پر فقیر کی تالیف کردہ "ضیائے حدائق بخشش" شائع کی گئی۔ امسال کے لیے "رسالہ ہذا" کی اشاعت کا سبب یوں ہوا، کہ حال ہی میں محترم المقام طاہر سلطانی صاحب (ایڈیٹر و پبلشر ماہنامہ "جہان حمد" کراچی) نے ایک عظیم نمبر ضخیم کتاب کی صورت بعنوان "عاشق رسول امام احمد رضا" علیہ الرحمہ ۵۴۴ صفحات پر محیط شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جس میں مختلف ارباب علم و دانش نے اپنے مضامین میں اعلی حضرت قدس سرہ کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے علمی و تجدیدی کارناموں کے ساتھ ساتھ آپ کی نعتیہ شاعری پر بھی عمدہ مضامین کا انتخاب کیا ہے بعض مضامین پہلے ہی سے مطبوعہ تھے مگر اب دستیاب نہیں تھے انہیں شائع کر کے جناب طاہر سلطانی صاحب نے مسلک اعلی حضرت کی عظیم خدمت کی ہے، جب کہ بعض

مضامین غیر مطبوعہ تھے جو پہلی بار زیور طباعت سے آراستہ ہوئے۔ انہی مضامین میں ایک مضمون، ممتاز قلمکار جناب مہر وجدانی صاحب کا بھی نظر سے گذرا۔ جناب مہر وجدانی صاحب نثر نگاری، کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ فقیر کے کرم فرما اور مسلکی و تحریکی رفیق و صدیق محقق اہلسنت محترم المقام سید صابر حسین شاہ بخاری مد ظلہ العالی نے گذشتہ ہفتہ فون کیا تھا، جو اکثر فقیر کی خیریت کے لیے فون کرتے رہتے ہیں، امسال حج کے موقع پر بھی مکۃ المکرمہ اور مدینہ المنورہ میں ق بلہ بخاری صاحب مد ظلہ سے بذریعہ فون بات ہوتی رہی۔ آپ کا سلام آپ کے نانا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرنے کی سعادت بھی فقیر کو حاصل ہوئی آپ نے فقیر سے امام اہلسنت حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ رد وہابیہ میں کتاب "سیف الجبار" کی فوٹو کاپی طلب فرمائی تو فقیر نے تعمیل حکم میں بھجوادی۔ اسی حوالہ سے گذشتہ ہفتہ فون پر جو بات ہوئی، تو "جہان حمد" کے نمبر میں شامل مہر وجدانی صاحب کے مضمون پر گفتگو ہوئی، علاوہ ازیں محترم صبیح رحمانی صاحب کے "نعت رنگ کے امام احمد رضا نمبر" پر بھی گفتگو ہوئی۔ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب مد ظلہ نے توجہ دلائی کہ جناب مہر وجدانی صاحب کے مضمون میں احترام سادات کے حوالے سے اعلی حضرت سے منسوب اہم ترین واقعہ (جسے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے "زلف وزنجیر" میں نقل کیا ہے) کا انکار کیا ہے۔ لہٰذا آپ اس پر انہیں توجہ دلائیں کہ اس سے رجوع کریں، وگرنہ کم از کم احتجاج ٹوٹ ہو جائے۔ راقم نے بخاری

صاحب قبلہ سے یہ عرض کیا کہ ممکن ہے ہم "انجمن ضیاء طیبہ" کے پلیٹ فارم سے آپ کی تالیف "احترام سادات اور امام احمد رضا" شائع کرنے کا اہتمام کریں اور پھر مہر وجدانی صاحب کی خدمت میں اس تالیف کو پیش کر دیا جائے تو یقیناً اپنے مضمون کے اس حصہ سے رجوع کریں گے جس میں انہوں نے احترام سادات کے واقعہ کی نفی کی ہے۔ راقم نے اس ضمن میں محترم المقام جناب سید اللہ رکھا صاحب (جن کی نوازشات خدام مسلک امام احمد رضا پر بے حد و بے حساب رہتی ہیں) سے بات کی، آپ اور آپ کے رفقاء انجمن ضیاء طیبہ کے لیے شب و روز مصروف خدمت ہوتے ہیں۔ سید اللہ رکھا صاحب نے فقیر کی تجویز سے اتفاق کیا کہ امسال عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر محقق اہلسنت سید صابر حسین شاہ بخاری زید مجدہ کی تالیف کو شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ سید اللہ رکھا شاہ صاحب مدظلہ العالی کے دولت کدہ پر ہر ماہ پچیسویں شب (بحساب قمری تقویم) ایک محفل انتہائی عقیدت واحترام سے منعقد ہوتی ہے جب کہ سالانہ عظیم محفل ماہ صفر کی پچیس تاریخ کو کھارادر کراچی میں منعقد ہوتی ہے۔ سید اللہ رکھا شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرکزی سطح پر عرس اعلیٰ حضرت دارالعلوم امجدیہ میں کثیر اجتماع عوام اہلسنت میں بھی اس رسالہ کی تقسیم کا اہتمام ہو اور کھارادر میں بھی تقسیم کی جائے۔

مہر وجدانی صاحب سے التماس

مہر وجدانی صاحب کے متذکرہ مضمون "امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ علیہ" میں اختلافی پیراگراف سے قطع نظر دیکھا جائے تو مضمون بہر طور اچھے انداز میں لکھا گیا ہے۔ وجدانی صاحب، اعلی حضرت قدس سرہ کی مبارک زندگی اور آپ کے علمی کارناموں سے بہت متاثر بھی نظر آتے ہیں۔ مضمون کے آغاز ہی میں وجدانی صاحب نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی ولادت کے زمانہ کا ایک خاکہ ونقشہ پیش کرتے ہوئے مکتب دیوبند کی ریشہ دوانیوں کو تحریر کیا ہے،

مہر وجدانی صاحب لکھتے ہیں، "مکتب دیوبند نے اپنے گورے آقاؤں کی کامل وفاداری کے گن گاتے ہوئے جدید نقشے پر دینی تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، تعلیم وتدریس کے ساتھ کتابیں تصنیف کی گئیں اور مسلمانوں کے معتبر ومستند افکار وخیالات مذہبی اور شعائر اسلامی پر ایسی کاری ضربیں لگائی گئیں کہ اگر نصرت الٰہی امام احمد رضا کی پشت پناہی نہ کرتی تو دیوبند کے قطب ربانی کا تعلیمی نقشہ جدیدی انہیں غبار راہ بنادیتا"۔۔۔۔۔ آگے لکھتے ہیں، "اس وقت امام احمد رضا کے علم ودانش نے زبان وقلم کے ہتھیاروں سے تجدد کی فتنہ انگیز تحریک کے خلاف صف آرائی کی اور تاریخ آج تک شہادت دے رہی ہے کہ اس منہ زور تحریک نے علم کے اس بحر ذخار کے سامنے دم توڑدیا"۔ (عاشق رسول امام احمد رضا صفحہ ۴۳۵ تا ۴۳۷)

لیکن اس مضمون میں مہر وجدانی صاحب چند صفحات آگے بڑھ کر احترام سادات کے واقعہ کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"اس قصہ کا مقصد و منشا عشق رسول کی انتہا بیان کرنا ہے۔ بلاشبہ محبت رسول کے اظہار میں امام احمد رضا خاں کا کوئی ثانی نہیں، لیکن ایک متبحر عالم، فقیہہ اور شریعت سے سر مو انحراف نہ کرنے والی ہستی کے ساتھ ایک غیر شرعی اور غیر مصدقہ واقعہ کو محض دیکھنے والوں کے بیان کی آڑ لے کر تحریر کر دینا غیر اخلاقی، غیر اسلامی اور اتہامی بات ہے۔ اسلام میں نسبی یا خونی رشتہ کسی اہمیت کا حامل نہیں۔ صرف ایمان اور تقویٰ معیار ہے"۔ (حوالہ مذکورہ صفحہ ۴۳۹)

مہر وجدانی صاحب۔۔۔! یہ واقعہ غیر مصدقہ نہیں ہے، اس کی تصدیق ہو چکی ہے، تصدیق کنندگان میں انتہائی ثقہ اہل اللہ حضرات شامل ہیں جب کہ اس واقعہ کے پہلے ناقل عالم نبیل و کبیر، رئیس التحریر، ادیب شہیر حضرت علامہ ارشد القادری نور اللہ مرقدہ ہیں۔ جو صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس السرہ العزیز (خلیفہ اعلی حضرت) کے برادر نسبتی اور تلمیذ خاص ہیں۔

مہر وجدانی صاحب۔۔۔! آپ نے واقعہ نفی کے ساتھ ساتھ نسبی نسبتوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نسبی نسبت یعنی اولاد رسول ہونا تو بڑی عظمت کی بات ہے ممکن ہو گیا ہے، راقم کا اشارہ اصحاب کہف رحمہم اللہ کے کتے "قطمیر" کی جانب ہے۔

مہر وجدانی صاحب۔۔۔! آپ نے سادات کرام کے سید زادہ یا شہزادہ لکھے جانے پر بھی سخت تنقید فرمائی ہے کہ "اللہ کا رسول تو بادشاہ نہیں تھا۔ اس نے تو بادشاہان وقت کا غرور و تکبر پاش پاش کیا اور حکومت الٰہیہ قائم کی اس کی آل تو تمام امت ہے"۔ (صفحہ ۱۴۴) اور احترام سادات کے واقعہ کو دیومالائی قصہ قرار دے دیا ہے (صفحہ ۱۴۴) رسالہ ہذا میں موجود مواد ممکن ہے کہ آپ کی اصلاح کا ذریعہ ہو جائے۔ سادات کرام کی نسبت کی عظمت، ایک صاحبزادی سیدۃ النسأ فی العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا وسلام اللہ علیہا سے جاری نسل اور دیگر بنات رسول سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہم سے جاری نسلوں پر علیحدہ ایک تالیف میں گفتگو ہو گی۔ (انشاء اللہ عزوجل) یہاں صرف اتنا عرض کر دوں یہ رافضی نظریہ نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مبارکہ اس موقع وماحول میں ہوئی کہ جب سیدہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما کے گھر قرآن نازل ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"احترام سادات اور امام احمد رضا" انجمن ضیاء طیبہ کراچی کے تحت نئی آب و تاب سے شائع ہو رہی ہے۔ محترم سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی نے اس مقالہ میں سادات کرام کی عظمتوں کو سیرت اعلیٰ حضرت کے آئینہ میں دیکھا اور قرطاس پر تحریر ایسی کہ تصویر کا گمان ہو پیش کر دی ہے۔

فقیر نے نئی کتابت کمپیوٹر سے کروا کر اس کی ترتیب میں بعض مقام پر قوسین میں چند جملے بطور وضاحت لکھے ہیں۔ واقعات کی ترتیب میں کمی تو نہیں کی

البتہ ترتیب کے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر بعض ہیڈنگ (اپنی جانت سے) لگا کر اعلیٰ حضرت سے متعلق جملہ واقعات، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم (رحمہم اللہ اجمعین) کے واقعات اپنے اپنے مقام پر ایک ہی ترتیب میں درج کر دیے ہیں۔

سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی نے اپنے اس مقالہ کے اختتام پر نہایت خوبصورت کلمات موعظمت و نصیحت تحریر فرمائے ہیں، گویا درد دل کو خدمت دین و مسلک کے سانچے میں ڈھال دینے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی خدمات قبول فرمائے، انجمن ضیاء طیبہ کی خدمات کو قبول فرمائے اور بخاری صاحب قبلہ کے والد مرحوم سید اللہ رکھا شاہ صاحب کے والدین اور فقیر نسیم صدیقی کے والدین ہمشیرہ (مرحومین) کی مغفرت فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسین علیہ التحیۃ والتسلیم وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

خادم العلماء، سگ درگاہ مفتی اعظم

احقر نسیم صدیقی غفرلہ
انجمن ضیاء طیبہ، بالمقابل حبیب بنک کھارادر برانچ،
آدم جی داؤد روڈ، کھارادر، کراچی۔
رابطہ:۔ 0333-3448008

تقدیم

پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش وراثی علیہ الرحمہ

پروفیسر فیاض احمد کاوش علیہ الرحمہ ممتاز ادیب، محقق، نقاد اور نعت گو شاعر تھے، آپ کی تحریریں خواص و عوام کے لیے یکساں مفید ہوتیں۔ آپ کی ۲۰ سے زائد تصنیفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی یاد میں شائع ہونے والے مجلہ "نذر کاوش" میں فہرست تصنیفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے رشحات قلم سے تقریباً ۳۰ کتب منصہ شہود پر آئی ہیں جن میں چند سندھی زبان میں بھی ہیں اور چند غیر مطبوعہ ہیں علاوہ ازیں مختلف کتب پر مقدمات و تقاریظ اور مقالہ جات وغیرہ تعداد میں سو سے کم نہیں ہوں گے یہ مقدمہ جب شائع ہوا آپ حیات تھے۔ ۱۲، اکتوبر ۱۹۹۹ء قبل وقت زوال گیارہ بج کر پینتالیس پر آپ کا وصال ہوا۔

دنیائے علم و فن میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کی ہمہ گیر شخصیت اپنے اور بیگانوں کی نظر میں اختلافی ضرور ہوسکتی ہے۔ لیکن ان ک ی علمی قابلیت۔ تحقیق تدقیق اور بالخصوص عشق رسالت مآب کے سبھی معترف ہیں۔ امام احمد رضا کو دولت عشق رسول علیہ افضل الثنا والتسلیم ورثے میں ملی تھی آپ کے والد محترم حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے ایک عظیم عالم باعمل اور مفتی اعظم تھے۔ ان کی تحریروں میں رسول

مقبول ﷺ سے عشق و محبت اور وارفتگی بطور خاص نمایاں ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے دور طالب علمی میں ایک مرتبہ ریاضی کی مشہور کتاب چغمینی کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ حضرت والد محترم مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ نے دیکھا تو فرمایا:

بیٹا اس قسم کی چیزوں میں اپنا وقت کیوں برباد کرتے ہو۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کے دربار سے کچھ عطا کر دیا جائے گا۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ عشق رسول ﷺ میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ مصطفی کریم ﷺ سے جس چیز کو نسبت ہوتی وہ ان کے سر کا تاج بن جاتی۔ بقول مولانا حسن رضا خان:۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

امام احمد رضا نے اپنے قول و فعل سے عشق رسول ﷺ کا ثبوت دیا، نسب رسول کا آپ بطور خاص خیال رکھتے تھے۔ جب کوئی سید نظر آتا بچھ بچھ جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک سید فقیر نے دروازے پر صدا لگائی۔ اس دن آپ کو اپنے علمی ذوق و شوق کی تکمیل کے لیے حسب سابق والدہ صاحب کی طرف سے رقم ملی تھی۔ جو کہ ایک صندوقچی میں ردپوں پیسوں کی شکل میں موجود تھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ فقیر سید ہے تو پوری صندوقچی اس کے سامنے پیش

کردی۔ فقیر نے کہا کہ مجھے اتنے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔ فقیر نے چونی اٹھالی اور کہا کہ یہی میری حاجت ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی زندگی کے یوں تو کئی پہلو ہیں جن پر آج تک بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ لیکن عشق رسول ﷺ کے پہلو میں جتنا لکھا گیا وہ ضمنی انداز سے سامنے آیا۔ فاضل محقق سید صابر حسین شاہ بخاری قابل صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے چھپے ہوئے (یعنی مخفی گوشوں پر) اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کی تحقیقی کا حق ادا کر دیا۔ ہر چند کہ اس میں درج واقعات اکثر و بیشتر کتب میں نظر آتے ہیں۔ لیکن یکجا طور پر مخصوص انداز میں ان واقعات کو صفحہ قرطاس پر لانے کا سہرا انہیں کے سر سجتا ہے۔ اس مقالے میں احترام سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کے روز وشب کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے عشق رسالت مآب کے تقاضے کو کس طرح پورا کیا اور نسب رسول کا کس قدر احترام کیا۔

سید صاحب نے مختلف حوالوں سے۔۔۔ مختلف جہتوں سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور ان کی اولاد امجاد کی سادات کرام سے الفت و محبت کا احاطہ کیا ہے مثلاً امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور احترام سادات، کلام رضا میں محبت سادات کے عناصر، خاندان رضا اور احترام سادات اور احترام اولادِ سادات، اولاد رضا اور احترام سادات وغیرہ اس مقالے کے تابندہ ودر خشندہ عنوانات ہیں! مقالہ میں

باقاعدہ حوالوں سے تمام واقعات درج کیے گئے ہیں اور آخر میں ماٰخذ و مراجع کے تحت ان حوالہ جات کی فہرست بھی دے دی گئی ہے۔

سید صاحب نے اپنی تحریر میں سادہ اور عام فہم زبان استعمال کی ہے عام پڑھا لکھا قاری بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ سید صاحب کے قلم رواں دواں اور پر اثر ہے، جو بات کہتے ہیں حقائق و شواہد کی روشنی میں کہتے ہیں۔ بخاری صاحب نے اپنے مقالے میں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ احترام سادات کے ضمن میں اسلامی نقطہ نظر واضح ہو۔ لٰہذا انہوں نے فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں سے ان فتوؤں کو بھی درج کیا ہے۔ جن میں احترام سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت نے شرعی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

اس طرح بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مقالہ رضویات کے حوالے سے ایک اہم اضافہ ہے۔ جس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقالے کو قبول عام کا شرف بخشے اور سید صاحب کو پیش از پیش انعامات عالیہ سے نوازے۔۔۔

آمین ثم آمین بحق سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

فیاض احمد خان کاوش

جمعہ ۲ دسمبر ۱۹۹۶ء ۲۴ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

تقریظ

حضرت علامہ غلام محمد دی مدفیوضہ

ہم اہل ایمان ہیں۔۔۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ جس کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پیارے۔۔۔ ہمیں بھی اس سے پیارے۔۔۔ قرآن سے۔۔۔ اسلام سے۔۔۔ مکہ مکرمہ سے۔۔۔ مدینہ منورہ سے۔۔۔ صحابہ کرام سے۔۔۔ آل طہار سے۔۔۔ ہم سب سے عقیدت رکھتے ہیں۔۔۔ ہم سب پر جان وارتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ آل طہار کو لیجیے۔ ہمارے پروردگار نے فرمایا ہے

قُل لَا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجراً اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی

اے محبوب! فرمادیجیے میں تم سے کچھ نہیں مانگتا، اتنا ضرور کہتا ہوں کہ میرے قریبوں سے محبت کرو۔۔۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

چار ہیں قیامت کے دن میں جن کی شفاعت کروں گا اگرچہ وہ تمام اہل زمین کے گناہوں جتنے گناہ لے کر آئیں میری آل کی تکریم کرنے والا ان کی حاجات پوری کرنے والا ان کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنے والا زبان اور دل سے ان کو چاہنے والا۔ (الصواعق المحرقہ)

مزید ارشاد فرماتے ہیں:۔

مجھ سے محبت کرو اللہ کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔(کتاب الشفاء)

آل طہار کی وجہ سے دوزخ سے رہائی کا پروانہ اور عذاب حشر سے امان کی دلیل ہے۔۔۔ اللہ اللہ سب ایمان والوں نے اپنے محبوب کی اولاد کو اپنی اولاد سے محبوب تر رکھا۔

سیدنا صدیق اکبر ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

خدا کی قسم میں اپنے قریبوں سے زیادہ حضور کے اہل بیت کو عزیز رکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری)

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے لخت جگر عبداللہؓ کی نسبت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دوگنا مال غنیمت دیا(الریاض النضرہ)

اور ایک دفعہ امام حسنؓ سے فرمایا کہ:۔

یعنی اللہ کے بعد تمہاری برکت سے ہمیں عزت و عظمت عطا ہوئی۔

سیدنا ابو ہریرہؓ نے امام حسین کے پائے اقدس اپنے کپڑے سے پونچھے اور کہا کہ:۔

اللہ کی قسم! جتنے آپ کے فضائل میں جانتا ہوں لوگ جان لیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔(اظہار السعادت)

سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ نے آل طہار کے ایک فرد وحید حضرت عبد اللہ بن حسن علیہ الرحمہ سے کہا کہ:۔

حضور! آپ کی کوئی ضرورت ہو تو آپ کسی کو بھیج دیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ آپ میرے دروازے پر کسی ضرورت کی وجہ سے کھڑے ہوں۔ (الصواعق المحرقہ)

سراج الامہ حضرت امام اعظمؒ افراد آل نبوت کے احترام میں بچھ بچھ جاتے تھے۔ ایک سید زادے کی تعظیم کے لیے آپ نے بار بار کھڑے ہونا باعث سعادت سمجھا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:۔

یا اهل بیت رسول الله حبکم
فرض من الله فی القرآن انزله
یکفیکم من عظیمه القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوة له

یعنی اہل بیت! تمہاری محبت کو اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔ تمہاری شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہو گی۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:۔

"محبت اہل بیت، سرمایہ اہل سنت است" مخالفاں ازیں معنی غافل اند از محبت ایشاں جاہل"

اللہ اکبر! کس کس چیز کا ذکر کیا جائے۔ سب اہل سنت اہل محبت۔۔۔ اپنے کشکول دل کو اہل بیت کی محبت کی دولت سے لبالب کیے ہوئے ہیں اس محبت میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا اپنا ہی انداز ہے آپ کے نزدیک وہی دل، دل کہلانے کے قابل ہے جو آل رسول کی ولا سے سرشار ہے اور وہی سر، سر کہلانے کے قابل ہے جو آل رسول کے نام پہ کٹ مرنے کو بے تاب ہے فرماتے ہیں:۔

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول
منم امیر و جہانگیر وکجکلا یعنی
کمینہ بندہ ومسکیں گدائے آل رسول

یہ ساری نظم قابل داد ہے بظاہر اپنے مرشد کامل حضور سید آل رسول ماہروی علیہ الرحمہ کی جناب میں عرض گزار ہیں مگر بباطن یوں لگتا ہے کہ ساری آل رسول ﷺ کی عظمت و محبت کے ترانے الاپ رہے ہیں آخری شعر حاصل نظم ہے:۔

اداس رت کو بہاروں سے آشنا کر کے
چلا گیا ہے کوئی شخص پھر وفا کر کے

موجودہ عہد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا عہد ہے آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور سیرت کے مختلف گوشوں پہ بڑی جاندار کتابیں لکھی گئی ہیں ضرورت تھی کہ آپ کا یہ جذبہ بھی لوگوں کو دکھایا جزاتا اور بتایا جاتا کہ دیکھو دیکھو اگر محبوب اور محبوب والوں سے محبت کرنی ہے تو ایسے کرو جیسے اس مرد عشق نے کی ہے سا اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فاضل نوجوان حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری میدان تحقیق میں وارد ہوئے اور اپنے قلم کی وہ جولانیاں دکھائیں کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے اکثر الفاظ و کلمات اعلیٰ حضرت کے ہیں مگر ترتیب و تہذیب کا حسن جناب بخاری صاحب کا رہین منت ہے چونکہ خود سید ہیں اس لیے جہاں جہاں کچھ لکھا وہاں عجیب سی اثر آفرینی نظر آتی ہے آل رسول ﷺ کی بے پایاں محبت کے اس سدا بہار گلدستے کی سرور افزا خوشبو کو رضا اکیڈمی لاہور نے عام کیا ہے۔ رضا اکیڈمی اس سے پہلے بھی بہت سے محبت بھرے مقالات ورسائل بہترین انداز میں شائع کر چکی ہے مگر موضوع کے اعتبار سے یہ مقالہ منفرد مقام کا حامل ہے میری التجا ہے کہ اللہ کریم آل محبوب کریم کے طفیل اس کے ہر حرف کو ہدایت کا چمکتا ہوا ستارا بنادے۔

می توانی کہ دہی اشک م را حسن قبول
اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را

غلام مصطفی مجدی،

(ایم اے، علوم اسلامیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس زباں سے ہو بیان عزو شان اہل بیت

مدح گوءے مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت

محبوب کائنات رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کی علامتوں میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ ہر اس شخصیت سے محبت کی جائے جن سے محبوب کائنات ﷺ نے محبت فرمائی ہو۔ اہل بیت اطہار اور سادات کرام کی عزت و تعظیم کرنا بھی محبت رسول کی علامت ہے کیوں کہ انہیں حضور ﷺ سے ایک خاص نسبت واضافت حاصل ہے۔ آل رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے سادات کرام توقیر و تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔(۱) ہر دور میں اہل محبت نے سادات کرام سے اپنی محبت وعقیدت کا ثبوت دیا ہے بے شک تمام عشاق رسول ﷺ کی سادات کرام سے محبت والفت بے مثال اور قابل صد ستائش ہے۔ لیکن ان میں امام اہل محبت، محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی سادات کرام سے محبت وعقیدت ضرب المثل بن چکی ہے آپ سے اختلاف کرنے والوں کو بھی اعتراف ہے کہ:۔

"حقیقی معنی میں آپ شیفتۂ رسول ﷺ تھے"(۲)

پیش نظر مقالے میں محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی سادات کرام سے محبت وعقیدت کی چند جھلکیاں قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

امام احمد رضا اور نسب سادات

ایک استفتاء کے جواب میں نسب سادات کی عظمت ورفعت کے بارے میں امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے سیر حاصل بحث فرمائی ہے یہاں صرف چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

فرماتے ہیں ﷺ:۔

"روز قیامت میں سب سے پہلے اہل بیت کی شفاعت فرماؤں گا پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہیں قریش تک پھر انصار پھر اہل یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی پھر باقی عرب پھر اہل عجم اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے۔

فرماتے ہیں ﷺ:۔

ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ:۔

حضور اقدس ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے

گی ہر علاقہ و رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے مگر میرا رشتہ و علاقہ کہ دنیا و آخرت میں جڑا ہوا ہے۔

دوسری حدیث صحیح میں یوں ہے کہ:۔

حضور اقدس ﷺ نے بر سر منبر فرمایا کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم! میری قرابت دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔

جب مقبولان خدا سے اتنا سا علاقہ کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کو پانی دے دیا عمر میں ان کا کوئی کام کر دیا آخرت میں ایسا نفع دے گا تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہیے بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین سے علاقہ نسب کا نافع ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

یہ ذریت مومن کا حال ہے جو اسلام پر مریں اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان کی منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ اپنے باپ دادا سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہو گی جب عام صالحین کی صلاح ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق، فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح عظیم کا کیا کہنا جن کی اولاد میں شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے پھر اللہ اکبر! حضرات سادات کرام، اولاد امجاد، حضرت خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ خود حضور پر نور

سید الصالحین سید العالمین سید المرسلین ﷺ کی بیٹی ہیں کہ ان کی شان تو ارفع واعلیٰ وبلند وبالا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی کہ:۔

وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکار ان کے نیکوکاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرمادے پھر فرمایا! مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے عرض کی "ما فعل"، کیا کیا، فرمایا! یہ تمہارے ساتھ کیا جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

تفاضل انساب بھی یقیناً ثابت اور شرعاً اس کا اعتبار بھی ثابت اور انساب کریمہ کا آخرت میں نفع دینا بھی جزاء ثابت اور نسب کو مطلقاً محض بے قدر وضائع وبرباد جاننا سخت مردود وباطل خصوصاً اس نظر سے کہ اس کا عموم عرب بلکہ قریش بلکہ بنی ہاشم بلکہ سادات کرام بھی شامل اب یہ قول اشد غضب وہلاک وبوار سے حائل اور اسی پر نظر فقیر غفرلہ القدیر کو اس قدر تطویل پر حامل کہ نسب عرب نہ کہ قریش نہ کہ ہاشم نہ کہ سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض۔

ہاں نسب پر فخر جائز نہیں نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز نہیں دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا

جائز نہیں نسب کو کسی کے حق میں عاریا گالی دینا جائز نہیں اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں احادیث جو اس باب میں آئیں انہیں معانی کی طرف ناظر ہیں وباللہ التوفیق خدمت گاری اہل بیت مصطفیٰ کے لیے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا۔ ملخصاً(۳)

امام احمد رضا اور فضیلت سادات

۱۳۳۵ھ میں حکیم عبد الجبار خاں وہام پور ضلع بجنور نے سوالات پوچھے کہ کیا سید پر دوزخ کی آنچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بد اعمال کی پاداش میں دوزخ میں جاہی نہ ملے گا؟ آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز وامتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے ہے کیوں کہ جناب سیدہ موصوفہ سید کونین ﷺ کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے؟

ان سوالات کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ کا عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے ان کا فاطمہ اس لیے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ:۔

حضور اقدس ﷺ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو"۔

(۲)امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے ان کا دامان فضائل مالامال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرت سادات کرام کو ہے ان کے لیے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہے کہ:۔

فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا ٹکڑا ہے سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا باپ ہوں ملخصا(۴)

۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو، اور کیسے ہی اعمال کا ہو، نار دوزخ سے بری ہے۔ اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمایے۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر وارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی چکڑالوی، دیوبندی وغیرہم۔ جو مشرب کفر رکھتا ہو ہر گز سید نہیں ہاں سلامت ایمان کے ساتھ اعمال

کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں ان سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے، اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عذاب سے محفوظ ہے۔" ملخصا (۵)

۱۳۳۴ھ میں سید برکت علی بریلوی لکھنؤ امین آباد نے سوال کیا کہ کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کو ناجائز پیشہ وروں (مراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے اور اس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور سید کی بے توقیری کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہ، ازاں جملہ

۱۔ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے۔

۲۔دوسرا وہ جو خیر وشر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے۔

۳۔تیسرا وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

تین اشخاص مزید یہ ہیں:۔

۴۔ جبراً کسی کو عزت کا منصب دینا جبکہ اللہ نے اسے ذلیل کیا ہو اور کسی صاحب عزت کو ذلیل کرنا جبکہ اللہ نے اسے عزت دی ہو۔

۵۔ اللہ نے جو حرام کیا ہو اسے حلال کرنے والا۔

٦۔ میری سنت (طریقہ) کو چھوڑنے والا۔ (جامع الصغیر، ص ۲۸۲،)

اور ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں ﷺ کہ:۔

جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ۔

جو کسی عالم کو "مولویا" یا سید کو "میروا" اس کی تحقیر کے لیے کہے وہ کافر ہے اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے، اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہوا اگر چہ واقفیت نہ معلوم ہو، اسے بلادلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسی (۸۰) کوڑوں کا سزاوار اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم حرام قطعی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

جس نے بلاوجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی، والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔"(٦)

۱۳۳۶ھ میں اسی قسم کا استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ:۔
۱۔ جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟
۲۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے دربارہ محبت واطاعت آل کے لیے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟
۳۔ اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لیے یوم محشر میں آسانی ہو گی یا نہیں؟
۴۔ ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان کسے صدر بنائیں؟

جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
۱۔ سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی سید کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ، بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بد دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے جیسے نیچری، قادیانی، وہابی، غیر

مقلد، دیوبندی اگر چہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض۔

۲۔ محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے۔

قُل لَا اسئلُکُم عَلَیہِ اَجراً اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربیٰ ان کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی، خارجی، جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر محبت صادقہ نہ روافض کی سی محبت کا ذبہ جنہیں ائمہ اطہار فرمایا کرتے تھے، خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہو گی، اطاعت عامہ، اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے اصل اطاعت اللہ و رسول کی ہے، علمائے دین ان کے احکام سے آگاہ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو "نور علی نور" امور مباحیہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حد شرع کے اندر ہو حضور سید عالم ﷺ کی رضا ہے اور حضور کی رضا، اللہ عزوجل کی رضا۔

۳۔ ہاں سچے محبان اہل بیت کرام کے لیے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:۔

اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ قسم اس کی جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

۴۔ اگر دونوں عالم دین سنی صحیح القعیدہ اور جس کام کے لیے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ ان میں جو عالم علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اس کام کا زیادہ اہل ہو۔ "ملخصاً" (۷)

۱۳۳۶ھ میں ہی ضلع سیتا پور سے الیاس حسین نے پوچھا کہ، ایک شخص سید ہے لیکن اس کے اعمال و اخلاق خراب ہیں اور باعث ننگ وعار ہیں تو اس سید سے اس کے اعمال کی وجہ سے تنفر رکھنا اور نسبی حیثیت سے اس کی تکریم کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ اس سید کے مقابل کوئی غیر مثل شیِ، مغل، پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی نیک اعمال ہو تو اس کو اس سید پر بحیثیت اعمال کے ترجیح ہو سکتی ہے کہ نہیں شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو بینوا توجروا۔ اس کے جواب میں محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی، شریعت نے تقوی کو فضیلت دی ہے مگر یہ فضل ذاتی

ہے، فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت پر ہے، سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم ﷺ پر ہے، اس افضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں، حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ہے۔ ملخصاً(۸)

اہل بیت اور بنی ہاشم پاک وطیت ہیں:

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی اعلیٰ تحقیقات کے مطابق سادات کرام کو زکوٰۃ دینا ہر گز نہیں، اس موقف کو ثابت کرنے کے لیے آپ نے ایک محققانہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ کتاب کا نام "الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم" ہے یعنی کلیاں اس بات پر مسکراتی ہیں کہ بنی ہاشم پر زکوٰۃ لینا حرام ہے اس کے نام ہی سے ادبی لطافت کے علاوہ ادب واحترام کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر اہل ایمان کے دماغوں کو فرحت اور ایموں کو جلامل رہی ہے۔ اس کتاب میں فرماتے ہیں:۔

"سادات اور دوسرے بنی ہاشم کو زکوٰۃ اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ فطرانہ وغیرہ دینا جائز نہیں نہ انہیں لینا حلال ہے۔ سید عالم ﷺ سے متواتر حدیثیں ان کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور اس حرمت کی علت ان حضرات کی عزت وبزرگی ہے، کیوں کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ اس مستعمل پانی کی طرح ہیں جو گناہوں کی نجاست دھوڈالے، اور اہل بیت ودیگر بنی ہاشم صاف ستھرے، پاک وطیب ہیں، ان کی شان اس سے کہیں بلند

ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی چیزوں سے آلودہ کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد (ﷺ) کے لیے حلال نہیں۔(۹)

۱۳۰۷ھ میں گونڈہ سے سید حسین حیدر میاں علیہ الرحمہ نے دوبارہ جب پوچھا کہ سادات محتاجین کو زرزکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں، بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں اور میں نے سنا کہ علمائے رامپور نے جواز کا فتوی دیا مگر میں نے اب تک یہ جرات نہ کی اس بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں، تو اس کے جواب میں وحید عصر فقیہ اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے چھ صفحات پر نہایت ہی محققانہ اور عالمانہ و محبانہ جواب رقم فرمایا اس کی سطر سطر سے احترام سادات کی مہک آرہی ہے۔ یہاں صرف ایک اقتباس ہی ملاحظہ کرتے چلیں:۔

"یہ باون (۵۲) عبارتیں اور ستائیس (۲۷) حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد للہ تعالیٰ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں، سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی، بالجملہ اصلاً محل شک وارتیاب نہیں کہ سادات کرام و بنی ہاشم پر زکوٰۃ یقیناً حرام نہ انہیں لینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو اتو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حلیہ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کیے ہیں، رہا یہ کہ پھر

اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیوں کر ہو، اقول (یعنی میں کہتا ہوں) بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور نذر وہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں توان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجاوماوی نہ ملے گا، کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو ان ہیں کے صدقہ میں انہیں کی سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں، ان کی خوشنودی کے لیے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری، انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف، ابن عساکر امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

"جو میرے اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا"۔

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنیؓ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے، اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا"۔ (جامع الصغیر، ص ۵۳۳)

اللہ اکبر۔۔۔!اللہ اکبر۔۔۔! قیامت کا دن وہ قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفیٰ ﷺ سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں، ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے۔ بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں سے اعلیٰ وانفس ہے جس کی طرف کلمہ کریمہ "اذا لقیتنی" اشارہ فرماتا ہے، بلفظ "اذا" تعبیر فرمانا، بحمد اللہ روز قیامت وعدہ وصال ودیدار محبوب ذوالجلال کا مژدہ سناتا ہے، مسلمانو! اور کیا درکار ہے، دوڑو اور اس دولت وسعادت کو لو، وباللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو اس کی بات سے نہ پھرے، مال زکوٰۃ سے کچھ روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کردے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کردو اس سے دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سید کا کامل ثواب دونوں کو ملا"۔(۱۰)

خاندان رضا اور احترام سادات

مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا خاندان سادات کی عزت وعظمت کے لیے مدت سے مشہور رہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کے دادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ روزانہ نماز فجر پڑھ کر سادات کرام نو محلہ کی خیریت معلوم کرنے اور سلام عرض کرنے جایا کرتے تھے ان کے اس معمول میں کسی مجبوری ہی سے فرق پڑتا تھا، یہ خاندان نجیب بھی سادات کرام کا عجیب خاندان تھا، ان کے اخلاق کریمہ یہ کہلوا لیتے تھے کہ ان کی رگوں میں خون رسالت ہے اور سارا خاندان حسین و جمیل خوبصورت اور خوب سیرت تھا، مولانا رضا علی علیہ الرحمہ کے بعد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ بھی اسی خاندان سے وابستہ رہے ہر تقریب میں ہر دعوت میں وہ اپنے یہاں سادات کرام کو ضرور شریک کرتے تھے اور ان کا اعزازی حصہ سب سے دوگنا ہوتا تھا۔(۱۱)

کلام رضا میں محبت سادات کے عناصر

کشتہ نگاہ مصطفی ﷺ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو سادات کرام سے محبت وعقیدت اپنے خاندان سے ورثہ میں ملی تھی یہی وجہ ہے آپ حب رسول اور حب اہل بیت میں نہ صرف سرشار بلکہ جب اہل بیت میں گم گشتہ ووارفتہ بھی تھے آپ کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ محبت اہل بیت

عظام کے عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں مشتے نمونہ از خروار کے طور پر یہاں چند اشعار ہی پر اکتفا کیا جائے گا درج ذیل اشعار میں سادات کرام سے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجیے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل
کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجیے
معدوم نہ تھا سایۂ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اپنے مشہور زمانہ سلام میں نہایت عقیدت و عجز و نیاز کے ساتھ اہل بیت عظام پر اس طرح سلام پیش کرتے ہیں:۔

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاض نجابت لاکھوں سلام

حضرت شہزادی کونین خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں نذرانہ عقیدت یوں پیش کرتے ہیں۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارہ مصطفی
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا م ہ ومہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

نواسہ رسول خدا ﷺ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف کمالات پر اپنی عقیدت کے پھول یوں نچھاور کرتے ہیں:۔

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیاء
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

اوج مہر ہدیٰ موج بحر ندیٰ
روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوار لعاب زبان نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

نواسۂ رسول خدا، حضرت امام حسین شہید کربلاؓ کی خدمت میں سلام نیازیوں پیش کرتے ہیں:۔

اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام
در درج نجف مہر برج شرف
رنگ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام

حضرت مولائے کائنات علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں لب کشائی اس طرح کرتے ہیں:۔

مرتضی شیر حق اشجع الاشجعین
ساقئ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام
اوّلین دافع اہل رفض وخروج
چار می رکن مل پہ لاکھوں سلام

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

تمام سادات گھرانے پر سلام محبت یوں ہیں:۔

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

فخر السادات حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی محبت و عقیدت اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے حضور غوث الاعظم علیہ الرحمہ کی شان میں کئی قصائد لکھے ہیں جو مشہور و معروف ہیں چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

حرم طیبہ و بغداد جدھر کیجیے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا
ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے
واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تجھ سے در در سگ اور سگ سے ہے مجھ سے نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمکر کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

سرکار بغداد علیہ الرحمہ سے استعانت واستمداد یوں فرماتے ہیں:۔

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث
دوہائی یا محی الدین دوہائی
بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث

نسبت قادریت پر یوں نازل فرماتے ہیں:۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

مشہور زمانہ سلام میں بارگاہ غوث الاعظم علیہ الرحمہ میں سلام محبت یوں پیش کرتے ہیں:۔

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوہ شان قدرت پہ لاکھوں سلام
قطب وابدال وارشاد ورشد الرشاد
محی دین وملت پہ لاکھوں سلام
مرد خیل طریقت پہ بے حد درود
فرد اہل حقیقت پہ لاکھوں سلام
جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امام اہل محبت محدث بریلوی علیہ الرحمہ اپنے مشائخ سادات مارہرہ کی خدمت میں نیازمندانہ سلام پیش کرتے ہیں:۔

سید آل محمد امام الرشید
گل روض ریاضت پہ لاکھوں سلام
حضرت حمزہ شیر خدا و رسول
زینت قادریت پہ لاکھوں سلام

نام و کام و تن و جان و حال و مقال
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
نور جاں عطر مجموعہ آل رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
زیب سجادہ، سجاد نوری نہاد
احمد نور طینت پہ لاکھوں سلام

"شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ" کی ابتداء میں ائمہ اہل بیت اطہار سے اپنی نیاز مندی اور عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق بے باقر علم ہدی کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادر الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

اللہ تعالیٰ سے اپنے مشائخ کرام کے واسطہ سے "حب اہل بیت" کی دولت یوں مانگتے ہیں:۔

جب اہل بیت دے آل محمد کے لیے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

اپنے پیر و مرشد حضرت آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کا واسطہ دے کر "خادم آل رسول اللہ" بننے کی تمنایوں ظاہر فرماتے ہیں:۔

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدی کے واسطے(۱۲)

امام اور احمد رضا اور احترام سادات:۔

محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ ایک استفتاء کے جواب میں "سادات کرام" سے اپنی غلامی اور نیاز مندی کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"یہ فقیر ذلیل بحمدہ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنی غلام و خاکپا ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بد مذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی کفر تک نہ پہنچے ہاں اگر بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی اور یہ بھی فقیر بارہا فتوی دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں

تو برا کہنا مطعون کرنا ہر گز جائز نہیں۔۔۔الناس امناء علی انسابھم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہو گا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا، انہوں نے فرمایا میں سید ہوں کہا کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت خواہ ہوا، اعراض فرمایا، اس نے عرض کی میں بھی حضور کا امتی ہوں فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی"(۱۳)

زیارت حرمین شریفین کے دوران علمائے حرمین نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی کافی قدر و منزلت کی بالخصوص حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی علیہ الرحمہ آپ کے علم و فضل اور تقوی وطہارت سے متاثر ہو کر حسب رواج عرب سلسلہ کلام میں تخاطب کے وقت "یاسیدی" فرمایا کرتے تھے بظاہر یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ اس تخاطب سے شرمندگی محسوس کی جائے مگر امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے جذبہ عشق نے اس بات کو بھی گوارا نہ کیا اور اس سید زادے کے قدم ناز پر علم و فضل کا تاج نچھاور کرتے ہوئے فرمایا:۔

"شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی (علیہ الرحمہ) کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں "یاسیدی" فرماتے، میں شرمندہ ہوتا، ایک بار میں نے عرض کی، حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ سید تو تم ہو میں

نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی سید ہوئے نبی ﷺ فرماتے ہیں مولوی القوم منھم (قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے)۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا وعذاب قبر وعذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین "(۱۴)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو فخر السادات حضور غوث الاعظم سیدنا عبد القادر جیلانی النورانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حیرت انگیز حد تک محبت وعقیدت تھی، آپ تادم زیست بغداد شریف، مدینہ شریف اور کعبہ شریف کی جانب پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے۔

محبت غوثیت سے لبریز ایک واقعہ محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی زبانی سنیے:۔

"مجھے کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں بھی تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت سے اٹھ کھڑے ہوئے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا

اور اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی، اب میں سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لیے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی بلکہ در حقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے جس طرح کہ غوث پاک، سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب تھے ملخصاً(۱۵)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو اپنے مشائخ سادات مارہرہ سے بھی انتہائی عقیدت و محبت تھی۔ صاحبزادہ سید محمد امین برکاتی نبیرہ خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت اپنے مرشدان عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہ برکاتیہ تک برہنہ پا پیدل تشریف لاتے تھے اور مارہرہ سے جب حجام خط یا پیام لے کر بریلی جاتا تو "حجام شریف" فرماتے اور اس کے لیے کھانے کا خوان اپنے سر اقدس پر رکھ لایا کرتے تھے۔"(۱۶)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو سادات کرام کی ادنیٰ سی پیشانی بھی بے چین کر دیتی تھی اس وقت تک آرام نہ کرتے جب تک سید زادے کو مطمئن نہ کر دیتے تھے۔

ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے دولت کدہ کی مغربی سمت جس میں کتب خانہ نیا تعمیر ہو رہا تھا، عورتیں اعلیٰ حضرت کے قدیمی آبائی مکان میں جس میں حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے، قیام فرما تھیں اور اعلیٰ حضرت کا مکان مردانہ کر دیا گیا تھا کہ ہر وقت راج مزدوروں کا اجتماع رہتا، اسی طرح کئی مہینہ تک وہ مکان مردانہ رہا جن صاحب کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے کھٹکے پہنچ جایا کرتے جب وہ کتب خانہ مکمل ہو گیا، مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلی آئیں، اتفاق وقت کہ ایک سید صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھے پھر تشریف لائے اور اس خیال سے کہ مکان مردانہ ہے بے تکلف اندر چلے گئے، جب نصف آنگن میں پہنچے تو مستورات کی نظر پڑی جو زنانہ مکان میں خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں، انہوں نے جب سید صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر اِدھر اُدھر پردہ میں ہو گئیں ان کے جانے کی آہٹ سے جناب سید صاحب کو علم ہوا کہ یہ مکان زنانہ ہو گیا ہے، مجھ سے سخت غلطی ہوئی جو میں چلا آیا اور ندامت کے مارے سر جھکائے واپس ہونے لگے کہ

اعلیٰ حضرت دکن طرف کے سائبان سے فوراً تشریف لائے اور جناب سید صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور سید صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے جس میں سید صاحب کی پریشانی اور ندامت دور ہو، پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش رہے پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہ تھا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں آپ آقا اور آقا زادے ہیں معذرت کی کیا حاجت ہے میں خود سمجھتا ہوں حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں، غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی، پان منگوایا، ان کو کھلایا، جب دیکھا کہ سید صاحب کے چہرہ پر آثار ندامت نہیں ہیں اور سید صاحب نے اجازت چاہی، ساتھ ساتھ تشریف لائے اور باہر کے پھاٹک تک پہنچا کر ان کو رخصت فرمایا وہ دست بوس ہو کر رخصت ہوئے عجب اتفاق کہ وہ وقت مدرسہ کا تھا اور رحم اللہ خاں خادم بھی بازار گئے ہوئے تھے، کوئی شخص باہر کمرہ پر نہ تھا جو سید صاحب کو مکان کے زنانہ ہو جانے کی خبر دیتا، جناب سید صاحب نے اس واقعہ کو خود مجھ سے بیان فرمایا اور مذاق سے کہا کہ ہم نے تو سمجھا کہ آج خوب پٹے مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت و قدر کی کہ دل خوش ہو گیا واقعی حب رسول ہو تو ایسی ہو۔"(۱۷)

دوسرا واقعہ بھی اس سے کم نہیں:۔

ایک سید صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے عسرت سے ہوتی تھی، اس لیے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچے فرماتے دلواؤ سید کو ایک دن اتفاق وقت کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا، سید صاحب تشریف لائے اور سیدھے زنانہ دروازہ پر پہنچ کر صدا لگائی دلواؤ سید کو "اعلیٰ حضرت کے پاس اسی دن اخراجات علمی یعنی کتاب کاغذ وغیرہ داددہش کے لیے دو سو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے اٹھنی چونی پیسے بھی تھے کہ جس کی ضرورت ہو صرف فرمائیں، اعلی حضرت نے آفس بکس کے اس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے، سید صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے لاکر حاضر کردیا اور ان کے روبرو لیے ہوئے کھڑے رہے، جناب سید صاحب دیر تک ان سب کو دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چونی لے لی، اعلیٰ حضرت نے فرمایا، حضور یہ سب حاضر ہیں، سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے، الغرض جناب سید صاحب ایک چونی لے کر سیڑھی پر سے اتر آئے اعلی حضرت بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے پھاٹک پر ان کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا، دیکھو سید صاحب کو آئندہ سے آواز دینے، صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے، جس وقت سید صاحب پر نظر پڑھے فورا ایک چونی حاضر کر کے سید صاحب کو رخصت کر دیا کرو سبحٰن اللہ وبحمدہ تعظیم سادات ہو تو ایسی ہو "(۱۸)

مولانا مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی نے صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں، حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ تشریف کی روایت سے تحریر فرمایا کہ:۔

جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے، حسب دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا، حضرت شاہزادہ! انگوٹھی اور چھلے مجھے دیجیے " میں نے فوراً اتار کر دے دیے اور وہاں سے بمبئ چلا گیا، بمبئ سے واپس مارہرہ آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابا، بریلی مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے، یہ دونوں طلائی تھے۔ والانامہ میں تحریر تھا" شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں"۔ یہ تھا اعلیٰ حضرت کا سادات اور پیرزادوں کا احترام، جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزء"۔(۱۹)

(صاحب سجادہ شاہ مہدی حسن میاں کے لیے طلائی انگوٹھی ناجائز تھی بلکہ طلائی اشیاء تو مردوں پر حرام ہیں، اعلیٰ حضرت نے حکمت عملی سے کام لے کر گھر میں شہزادی صاحبہ کے لیے بھجوادیں کوئی اور عالم ہوتا تو شاید اس طرح مخاطب ہوتا کہ

"آپ کو پتہ نہیں آپ فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہیں یہ طلائی انگوٹھی اور چھلے آپ کے لیے نہیں ہیں"

لیکن یہ محبّ سادات ہیں کبھی سید کو یہ نہیں کہیں گے کہ تم حرام کام کرتے ہو لیکن یہ نہیں کہ حق تبلیغ بھی ادا نہ ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل بھی ہو گیا اور سید صاحب کی شان میں گستاخی بھی نہیں ہوئی۔)

مولانا مولوی سید شاہ ابو سلیمان محمد عبد المنان قادری چشتی فردوسی علیہ الرحمہ ایک خط بنام ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ میں لکھتے ہیں:۔

"مجھ فقیر کو بھی ۱۳۳۹ھ کے موسم بہار میں بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا، جناب مولانا مولوی قاضی رحم الٰہی صاحب علیہ الرحمہ مدرس مدرسہ نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت فیض درجت میں پہنچایا، آپ کی زیارت نے بتمام وکمال فقیر پر یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریفیں ہوتی ہیں وہ کم ہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ فقیر سادات سے ہے تو آپ نے بڑی عزت بخشی پھر اخلاق کا یہ عالم کہ دو دن مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ نے روک رکھا اور ان دونوں میں اس فقیر نے بہت کچھ فیوض وبرکات حاصل کیے پھر رخصت ہوتے وقت خاصکرم فرمایا کہ کچھ نقد روپے جو الہ آباد کی آمد ورفت میں صرف ہو سکتے ہیں بلکہ کچھ زائد ہی تھے مرحمت فرمائے، فقیر نے پہلے تو انکار کیا لیکن اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا کہ یہ تو آپ کے گھر کے عنایت کردہ ہیں، اسے لے لیجیے تو فقیر نے وہ رقم لے لی۔ ملخصاً(۲۰)

بعد نماز جمعہ پھاٹک، میں (اعلیٰ حضرت) تشریف فرما ہیں اور حاضرین کا مجمع ہے کہ شیخ امام علی صاحب قادری رضوی مالک ہوٹل رئیس کریم بمبئی کے

برادر خورد مولوی ن ور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے، باہر سے قناعت علی قناعت علی پکارنے کی گوش گزار ہوئی، انہیں فوراً طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو، کبھی آپ نے مجھے بھی نام لیتے ہوئے سنا، مولوی نور محمد صاحب نے ندامت سے نظر نیچی کرلی، فرمایا تشریف لے جایئے اور آئندہ سے اس کالحاظ رکھیئے"۔(۲۱)

سادات کرام کو عام لوگوں سے ممتاز کرنے والا ایک دوسرا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

"اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقت تقسیم شیرینی ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں، ایک سال بموقع بارہویں شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود جان صاحب علیہ الرحمہ کو خلاف معمول اکہرا حصہ یعنی دو طشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں، موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، حجور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا، فرمایا سید صاحب تشریف رکھیئے اور تقسیم کرنے والی کی فوری طلبی ہوئی اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، ابھی ایک سینی (خوان) میں جس قدر حصے آسکیں، بھر کر لاؤ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی، سید صاحب نے عرض کیا حضور میرا یہ مقصد نہ تھا، ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کرسکا، فرمایا سید صاحب یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہی ہوگی، ورنہ مجھے سخت تکلیف

رہے گی اور قاسم شیرینی سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کر دو جو اس خوان کو مکان تک پہنچا آئے، انہوں نے فوراً تعمیل کی"۔(۲۲)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے تلامذہ، خلفاء اور حلقہ احباب میں اکثریت سادات کرام کی تھی، آپ نے ان کے احترام میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہاں صرف فخر السادات حضرت شاہ سید محمد علی حسین شاہ اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے احترام کی کیفیت احاطہ تحریر میں لائی جاتی ہے:۔

حضرت شاہ محمد علی حسین شاہ اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جب بریلی تشریف لے گئے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کی صورت دلبرانہ دیکھتے ہی فرمایا:۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ پروردہ سہ محبوباں

ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمایا:

جس نے غوث پاک قدس سرہ العزیز کو نہ دیکھا ہو وہ ہم شکل غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز کو دیکھے"۔

اسی طرح حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کو خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ اپنی روحانی، نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا موصوف تقریر فرماتے اور جتنی دیر

تقریر فرماتے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ اتنی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر تقریر سماعت فرماتے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے کہ:۔

ان کی تقریر کے دوران مجھے سرکار مدینہ ﷺ کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے، مزید فرماتے کہ حضرت مولانا سید احمد اشرفی علیہ الرحمہ صحیح النسب آل رسول ﷺ اور فنافی الرسول ﷺ ہیں لہذا اپنے نانا کی تعریف جس قدر ان کے منہ سے اچھی لگتی ہے اور صحیح تعریف ہوتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی"۔(۲۳)

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے یہاں سادات کرام ہی کا حکم نافذ ہو سکتا تھا، سادات کرام کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سوائے تعمیل حکم کے کوئی چارہ کار ہی نہ ہوتا تھا۔ یہاں یہ واقعہ تحریر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ:۔

اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے ایک بار کھانا چھوڑا اور صرف ناشتہ پر قناعت کی اس میں بھی کوئی اضافہ منظور نہ فرمایا، سارے خاندان اور ان کے احباب کی کوشش رائیگاں گئی۔ سید مقبول صاحب کی خدمت میں نو محلہ حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ آج دو مہینے ہونے کو آئے کہ اعلیٰ حضرت نے کھانا چھوڑ دیا ہے، ہم سب کوشش کر کے تھک گئے ہیں، آپ ہی انہیں مجبور کر سکتے ہیں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہماری زندگی میں انہیں یہ ہمت ہو گئی ہے کہ وہ کھانا چھوڑ بیٹھے

ہیں۔ ابھی کھانا تیار کراتا ہوں اور لے کر آتا ہوں، حسب وعدہ سید مقبول صاحب ایک نعمت خانہ میں کھانہ لے کر خود تشریف لائے، اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ زنانے مکان میں تھے، سید صاحب کی اطلاع پاتے ہی باہر آگئے، سید صاحب سے قدم بوس ہوئے، بات چیت شروع ہوئی، سید صاحب نے فرمایا، میں نے سنا ہے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے، اعلی حضرت نے عرض کیا کہ میں تو روز کھاتا ہوں، سید صاحب نے مجھے معلوم ہے جیسا آپ کھاتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ حضور! میرے معمولات میں اب تک کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ میں اپنا سب کام بدستور کر رہا ہوں، مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی تو سید صاحب قبلہ برہم ہوگئے اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے، اچھا تو میں کھانا لیے جاتا ہوں، کل میدان قیامت میں سرکار دو جہاں ﷺ کا دامن پکڑ کر عرض کروں گا کہ ایک سیدانی نے بڑے شوق سے کھانا پکایا اور ایک سید لے کر آیا مگر آپ کے احمد رضا خاں (علیہ الرحمہ) نے کسی طرح نہ کھایا، اس پر اعلیٰ حضرت کانپ گئے اور عرض کیا کہ میں تعمیل حکم کے لیے حاضر ہوں، ابھی کھائے لیتا ہوں، سید صاحب قبلہ نے فرمایا اب تو یہ کھانا تم جب ہی کھا سکتے ہو، جب یہ وعدہ کرو کہ اب عمر بھر کھانا نہ چھوڑو گے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے عمر بھر کھانا نہ چھوڑنے کا وعدہ کیا تو سید قبلہ نے اپنے سامنے انہیں کھلایا اور خوش خوش تشریف لے گئے۔ (۲۴)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے سادات کرام کی خواہشات کے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کیا۔ جب بھی کسی سید زادے نے کوئی فرمائش کی تو آپ نے ذرہ بھر بھی تاخیر گوارا نہ فرمائی بلکہ فوراً تعمیل کی۔ مولانا شاہ مانا میاں قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ مولانا سید محمود جان صاحب علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت سوال سامنے دست بستہ کھڑے ہوگئے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا، کیوں سید صاحب کیا کوئی خدمت ہے میرے لائق؟ سید صاحب نے فرمایا، کیا عرض کروں، ایک سوال ہے، کیا آپ پورا فرمائیں گے؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے امکان سے باہر نہیں ہوگا تو انشاء اللہ ضرور پورا کروں گا، سید صاحب نے فرمائش کی کہ میں آپ کے دست مبارک سے صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لیے چاہتا ہوں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، حضرت سید صاحب انشاء اللہ میں آپ کی فرمائش جلد ہی پوری کردوں گا اور پھر صبح ہوتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ۲۲ گز سفید لٹھا سید صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا"۔(۲۵)

حضرت سید محمد احسن بریلوی کی ایماء پر حج وزیارت کے بارے میں نہایت ہی محبت آمیز انداز میں ایک کتاب رقم فرمائی۔ اس کی وضاحت کتاب کے آغاز میں ہی فرمادی۔ اس سے بھی محبت سادات کی خوشبو مہک رہی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

"۳شوال ۱۳۲۹ھ کو والا جناب حضرت سید محمد احسن صاحب بریلوی نے فقیر احمد رضا قادری غفرلہ سے فرمایا ۱۰ شوال کو میرا ارادہ حج ہے بہت لوگ جاتے ہیں، حج کا طریقہ اور سفر کے آداب لکھ کر چھاپ دیں، حضرت سید صاحب کے حکم سے بکمال استعجال یہ چند سطور تحریر ہوئیں، امید ہے کہ برکت سادات کرام اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے۔ آمین" (۲۶)

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے صدر مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ راقم کے نام ایک خط تحریر فرماتے ہیں:۔

"عمۂ محترمہ سیدہ حسنہ بیگم روایت کرتی ہیں کہ جب احقر کی جدہ محترمہ سید نذیری بیگم بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوتی تھیں تو ان کی آرزو ہوتی کہ پیر کے گھرانے کی خواتین کی خدمت کی جائے، پیر کے گھر میں جاروب کشی کی سعادت حاصل کی جائے۔ لیکن ان کی یہ آرزو کبھی پوری نہ ہو سکی کیوں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ اور آپ کے بعد حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کا اپنے گھر والوں کو یہ حکم تھا کہ یہ سید زادی ہیں۔ خبردار ان سے کوئی خدمت نہ لی جائے بلکہ یہ ہماری مخدومہ ہیں، ان کی خدمت کی جائے اور ان کے آرام وآسائش کا پورا پورا خیال رکھا جائے، چنانچہ جدہ محترمہ علیہا الرحمہ کے بقول جتنے آرام وآسائش سے وہ اپنے پیر ومرشد کے گھر میں رہتیں اتنے کبھی اپنے گھر میں بھی نہ رہیں"۔(۲۷)

امام احمد رضا اور سادات فاخریہ، الٰہ آباد

مولانا شاہ خالد میاں فاخری مدظلہ خاندان فاکریہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے گہرے روابط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اصل واقعہ جو خود میں نے اپنے والد ماجد فخر امام جد مولانا شاہد فاکری علیہ الرحمہ سے سنا وہ یہ ہے کہ:۔

۱۹۳۰ء میں حضرت فخر العلماء (شاہ محمد فاخر بیخود الہ آبادی) کا وصال ہوا وہ شدید گرمی کا زمانہ تھا، میں خانقاہ کے اس حصہ میں جو خلوت کہا جاتا ہے سو رہا تھا، ایک دن کسی نے آکر جگایا کہ کوئی بزرگ جن کے ساتھ چند آدمی ہیں حضرت فخر العلماء کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا میں بنیان اور لنگی پہنے ہوئے لیٹا تھا، ابھی میں اٹھ رہا تھا کہ دوسرے آدمی نے آکر بتایا کہ بریلی کے مولانا امام احمد رضا خان صاحب تشریف لائے ہیں، میں گھبرا کر ایک چھاتہ لیے ہوئے اسی حالت سے باہر نکل پڑا، چونکہ حادثہ کو چند ہی ایام گزرے تھے اور مزار پر سایہ کے لیے ابھی کوئی انتظام نہیں ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سخت دھوپ میں عالم استغراق میں کھڑے فاتحہ پڑھ رہے ہیں، میں نے چھاتہ کھول کر سایہ کر لیا، جب اعلیٰ حضرت فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے، مجھے دیکھ کر رونے لگے اور سنو! کہ انہوں نے کیا ارشاد فرمایا، فرمایا شاہد میاں! قیامت میں اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ ایک سید زادہ تیرے سر پر چھاتہ لگا کر کھڑا تھا اور تجھے خبر نہ تھی تو میں کیا جواب دوں گا؟ پھر فرمایا، اچھا شاہد میاں! یہ وعدہ کرو کہ جب آفتاب کی تمازت بھیجے پگھلا رہی ہو گی، اس وقت بھی اسی طرح میرے سر پر سایہ کرو گے؟ پھر

خانقاہ شریف میں تشریف لائے اور چائے نوش فرمائی، میرے والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد احترام سادات کے اس جذبہ کا اظہار ہے جو سادات کے لیے ان کے قلب مصفی میں موجود تھا"۔(۲۸)

احمد رضا کی دستار سید زادہ کے پائے ناز پر

سید زادے کی التماس پر جم غفیر میں شکست وذلت کو زیب گلو کرنے کا واقعہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا تو تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے لیکن نادانستگی اور لاشعوری طور پر ایک مزدور سید زادے کے کاندھے پر سواری کر لینے کے بعد ندامت وشرمساری کا انداز اور اس نادانستہ جرم کے ازالہ کا منظر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے علاوہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہو گا۔ یہ ایمان افروز اور ناقابل فراموش واقعہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ (برادر نسبتی حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ، خلیفہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے:۔

امام اہل سنت کی سواری کے لیے پالکی دروازے پر لگادی گئی تھی سینکڑوں مشاقان دید انتظار میں کھڑے تھے، وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے عماہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے، چہرۂ انور سے فضل وتقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی، شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا۔ طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فیروزاں مسکرا رہی تھی اور عندلیبان

شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے سواری تک پہنچنے کا موقع ملا۔

پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اٹھائی، آگے پیچھے داہنے بائیں نیاز مندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی۔

پالکی لے کر تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ امام اہل سنت نے آواز دی۔

"پالکی روک دو"۔

حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی، ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رک گیا اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا۔

"آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں ہے؟"

اپنے جد اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے:۔

"میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے"۔

اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔

پیشانی پر غیر و پیشانی کی لکیریں ابھر آئیں۔

بے نوائی، آشفتہ حالی اور گردش ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان سے کہا۔

مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھا جاتا۔ آہ آپ نے میرے جد اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔

سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں، جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جاں معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لیے آل رسول ہونے سے انکار نہیں ہے لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں، کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعۂ معاش بناؤں۔ پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے، ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔ ابھی اس کی بات تمام نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا۔

معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کردو، لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔ ہائے غضب ہو گیا جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی، قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لیے تھا کہ وہ

تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہو گی۔

آہ! اس ہولناک تصروے کلیجہ شق ہوا جارہا ہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے، بالکل اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اس کی منت و سماجت کر تا رہا اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھتے رہے۔

یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہل سنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں کون جگر سے زیادہ وجاہت و ناموس کی قربانی عزیز ہے اس لیے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہو گا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں"۔

اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے وفور اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہو گئیں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادہ کو عشق جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا جب اہل سنت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم و فضل، جبہ و دستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودیٔ حبیب کے لیے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔

شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے، کدورتوں کا غبار چھٹ گیا، غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو پھر مان لینا پڑا کہ آل رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت واخلاص کا یہ عالم ہے۔ رسول کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے، اہل انصاف کو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوا کہ نجد سے لے کر سہارنپور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً حق بجانب ہے۔

صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا وفا پیشہ دل کا یہ غیظ ایمان کا بخشا ہوا ہے نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔

ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل
گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم(۲۹)

تاجدار معرفت حضرت پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ کی زبانی ایک ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت حضرت مولانا امام احمد رضا خان قدس سرہ، بریلی کے جس محلہ میں قیام پذیر تھے اسی محلے میں ایک سید زادے رہتے تھے جو شراب نوشی کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت ان کے اس عمل سے سخت متنفر تھے، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر پر کوئی تقریب منعقد فرمائی اور اس تقریب میں محلے کے تمام لوگوں کو مدعو کیا لیکن ان سید زادے کو مدعو نہیں کیا، تقریب ختم ہوگئی اور تمام مہمان اپنے گھروں کو چلے گئے، اسی رات

اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے میرے اور آپ کے بلکہ سب کے آقا و مولیٰ سلطان الانبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم کچھ غلیظ کپڑے دھو رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت جب قریب آگئے اور چاہا کہ وہ غلیظ کپڑے حضور ﷺ سے لے کر خود دھو دیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: احمد رضا! تم نے میری اولاد سے کنارہ کشی کرلی ہے اور اس طرف منہ تک نہیں کرتے جہاں وہ قیام پذیر ہے لٰہذا میں اس کے گندے کپڑوں سے خود غلاظت دور کر رہا ہوں بس اسی وقت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی آنکھ کھل گئی اور بات سمجھ آگئی کہ یہ کس طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اعلیٰ حضرت اسی وقت اپنے گھر سے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چل کر ان سید زادے کے دروازے پر تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت بریلوی نے ان کے پاؤں پکڑ لیے پھر معافی کے طلبگار ہوئے۔ سید صاحب نے اعلیٰ حضرت کو جب اس حال میں دیکھا تو متعجب ہوئے اور کہا: مولانا! یہ کیا حال ہے آپ کا اور کیوں مجھ گنہگار کو شرمندہ کرتے ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت نے اپنے خواب کی تفصیل سے ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

میاں صاحبزادے! ہمارے ایمان اور اعتقاد کی بنیاد ہی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فدایانہ و والہانہ محبت کی جائے۔ اور اگر کوئی بد بخت محبت رسول ﷺ سے عاری ہے یا انکاری ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا کیوں کہ اللہ اپنے حبیب سے محبت کرنے کا حکم دیتا اور جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور جب میں نے مرکز ایمان واعتقاد کو اسی طرح

دیکھا اور فرماتے سنا تو مجھے اپنی معافی مانگنے اور رسول علیہ التحیۃ التسلیم کی سرکار میں سرخرو ہونے کی یہی ایک صورت نظر آئی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سمجھ کی غلطی کی معافی مانگوں اس طرح حاضر ہوں کہ آپ کو معاف کرنے میں کوئی عزر مانع نہ ہو جب سید صاحب نے اعلیٰ حضرت سے ان کے خواب کا حال سنا اور اعلیٰ حضرت کی گفتگو سنی تو فوراً گھر کے اندر گئے اور شراب کی تمام بوتلیں لاکر اعلیٰ حضرت کے سامنے گلی میں پھینک دیں اور کہا کہ جب ہمارے نانا جان نے ہماری غلاظت صاف فرمادی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ ام الخبائث اس گھر میں رہے، اور اسی وقت شراب نوشی سے توبہ کرلی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جو ابھی تک ان کے دروزے پر گھٹنون کے بل کھڑے تھے ان کو اٹھایا اور ایک طویل معانقہ کیا، گھر کے اندر لے گئے اور حسب حال خاطر مدارت کی۔ (۳۰)

احترام اولاد سادات

عاشق الرسول امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے سادات کرام کے احترام میں کبھی بھی سن وسال، قد وقامت، عالم وجاہل، امیر وغریب، نیک وبد، بچہ وبوڑھا کا امتیاز رکھ کر حسن سلوک نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ رشتہ خون کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر سید زادے کے ساتھ نیاز مندی کا رویہ روا رکھا اولاد سادات سے بھی آپ کی محبت وعقیدت اور احترام قابل رشک ہے۔

ایک صاحب نے سوال کیا کہ سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں نہ ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتا ہے بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اسے مارنے سے مطلق احتراز کرے"۔(۳۱)

اسی طرح کسی شخص نے پوچھا کہ سید لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا بھی محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے نہایت ہی بصیرت افروز جواب عنایت فرمایا ملاحظہ فرمایئے:۔

"قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے تا بہ معلم چہ رسد"(۳۲)

شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کے پاس ایک سید صاحب پڑھا کرتے تھے، ذہن کند تھے، سبق یاد نہ ہوتا تھا، اعلیٰ حضرت امام احمد

رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاجر ہو کر عرض کی حضور سید کا لڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو سزا دی جاسکتی ہے فرمایا:۔

مولانا کیا فرماتے ہیں سید زادہ اور سزا ہر گز نہیں اس پر عرض کی تو پھر نہیں پڑھے گا جاہل رہے گا، فرمایا:۔ جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں اللہ اکبر! کیا احترام تھا۔(۳۲)

محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچوی علیہ الرحمہ کا واقعہ:۔

محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ، حصول تعلیم کے لیے بارگاہ وضویہ میں تشریف لے گئے ایک موقع پر برائے تربیت استاذ الاساتذہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے جو طریقہ اختیار فرمایا، انتہائی دلچسپ اور ناموس عشق کی حرمت سے مملو ہے۔

محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی زبانی سنیئے

"کار افتاء کے لیے جب میں بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں آٹھ سال رہنے کی خوبو کافی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں جمعہ کا دن آیا تو مسجد میں سب سے آخری صف میں تھا نماز ہو گئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں میں بریلی کے لیے بالکل نیا شخص تھا لوگ ایک دوسرے کا منہ

دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت خود کھڑے ہوگئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا یوں مصلے سے اٹھ کر صف آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا، اس سے زیادہ کا ارادہ کیا تو میں تھرا کر گر پڑا اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن اور نوافل ادا فرمانے لگے۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ تفریح کا قصد کیا، پان کھانے کی خواہش ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آیئے اور مجھ کو جواب دینا پڑے اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہو گیا سلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کر دیا، سارا لکھنوی انداز ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ملخصاً (۳۴)

عاشق سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے کبھی بھی سادات کرام کے بچون کو اپنے بچوں سے کم نہیں سمجھا بلکہ ان سے بھی اپنے بچون جیسا ہی پیار فرماتے تھے۔

"جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک مسلمان حلوہ وھن فروخت کیا کرتے تھے ان سے حضور (اعلیٰ حضرت) نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا برادرم قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے اٹھالایئے یہ دو پوٹلیاں اٹھالائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا، حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے کہا حضور یہ

کیا؟ فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کیے ہوئے عرض کیا حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم کی کیا بات ہے جیسے مصطفیٰ (مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ) ویسے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا، آپ دونوں کے لیے بھی میں نے دو حصے رکھ لیے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھ کر اپنا حصہ لے لیے" ملخصا (۳۵)

مولانا منور حسین سیف الاسلام صاحب کہتے ہیں:۔

میں سولہ سترہ سال کی عمر میں سوداگری محلہ میں حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دولت خانہ لب شاہرہ تھا میں غالباً بعد عصر حاضر ہوا تھا بہت سے لوگ بیٹھے تھے میں سلام کر کے حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے سرہانے بٹھانے لگے میں تو شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا مگر ادب کا تقاضا تھا کہ ان کے سامنے دم نہ ماروں۔ سوئے اتفاق سے میں ایک حکیم صاحب کے مشورہ سے حقہ پیا کرتا مجھ کو اعلیٰ حضرت نے اپنے سرہانے بٹھا کر حقہ میری طرف بڑھایا تو میری چیخ نکل گئی۔ بھلا میں جو بڑے بھائی کے سامنے بھی حقہ نہیں پیتا تھا بھلا اعلیٰ حضرت کی خدمت میں یہ گستاخی کیسے گوارا ہوتی لوگوں نے حضرت سے عرض کیا حضور یہ صاحبزادے کون ہیں؟ تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ میرے محترم سید صاحب کے صاحبزادے ہیں جو حضرت میاں شیر محمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید تھے۔

بخدا مجھ کو یہ معلوم بھی نہیں تھا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا آہ آہ عشق رسول کے جذبات اس قدر غالب تھے کہ وہ کسی چیز کے خیال میں لانے کے مخالف تھے گویا مجھ کو جو اس قدر پیار و محبت سے آسمان عزت پر جگہ دی تو دو باتوں کی وجہ سے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیلی بھیتی صاحب علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور سید تھے آہ آہ سید کی قدر و منزلت کا حال اعلیٰ حضرت کے روئیں روئیں پر اس قدر غالب تھا کہ بس لوگوں کو حیرت ہی ہوتی تھی۔

سادات کرام کے بچوں سے رویہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سید صاحب کو محلے میں آباد کر لیا تھا۔ ایک دن ان کا تین چار سال کا بچہ کھیلتے کھیلتے بچوں کے ساتھ دروازے کے سامنے آیا اور تین بار آیا۔ اعلیٰ حضرت تینوں بار تعظیماً کھڑے ہو گئے تو ان کے ماموں زاد بھائی شاہد یار خان صاحب بہت وجیہہ اور ایسی پیاری رعب داب والی صورت والے تھے بچے تو کیا بڑے بھی ان کو دیکھ کر ڈر جاتے تھے۔ وہ اٹھ کر دروازے پر جا کھڑے ہوئے تو سارے بچے ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رو فرمایا کہ:۔

اے بھائی کیا آپ نے سید زادے صاحب کو دروازے سے ہٹا دیا ہائے میں قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک کیسے چوم سکوں؟ ملخصا(۳۶)

جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ:۔

ایک کم عمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لیے کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادے ہیں لہذا گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ صاحبزادے سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادے ہیں کھانا وغیرہ اور جس شے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطورِ نذرانہ پیش ہوتا رہے چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔(۳۷)

اولاد رضا اور احترام سادات

حجۃ الاسلام حامد رضا اور سادات کرام

"ایں خانہ تمام آفتاب است"

حب رسول ﷺ کی دنیائے جمیل عالم نبیر امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا ساراخانوادہ ہی عشق رسالت میں سرشار نظر آتا ہے آپ کے دونوں صاحبزادگان حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ سادات کے سچے فدائی اور خادم تھے دونوں نے "الولد سر لابیہ" کا شاندار مظاہرہ کیا اپنے والد گرامی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی طرح دونوں سے سادات کرام سے اپنی محبت وعقیدت میں کوئی کمی نہ آنے دی۔

مولانا عبد المجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت کرتے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے سادات کرام خصوصا مارہرہ مطہرہ کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے اور اپنے آقاؤں کی طرح ان کا احترام کرتے تھے حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے آپ کو بڑی انیست تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے ان کو آپ ہی نے "شبیہہ غوث اعظم" کہا آپ ہر جلسہ اور خصوصاً بریلی کی تقریبات میں ان کا بہت شاندار تعارف کرتے تھے۔ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بھی اچھے مراسم تھے ملخصا(۳۸)

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک الہامی منقبت "ذریعہ التجا"(۱۴۱۰)جو ۱۸۲، اشعار پر مشتمل ہے سیدی آل رسول احمد مارہروی علیہ الرحمہ کے عرس سراپا قدس کے موقع پر بریلی شریف میں جب پڑھی گئی تو آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے منقبت سن کر حجۃ الاسلام کو طلب فرمایا اور اپنے سینے سے لگایا اپنی رضا و عطا سے نوازا اور ایک بار پھر "حامد منی انا من حامد" کی تصدیق فرمادی اس منقبت کا ہر مصرعہ "آل رسول" کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے چند اشعار سے ایمان تازہ کیجیے۔

ما و من سے بچائے آل رسول
من و عن ہوں رضائے آل رسول
حق میں مجھ کو گمائے آل رسول

مجھ کو حق سے ملائے آل رسول
میری آنکھوں میں آئے آل رسول
میرے دل میں سمائے آل رسول
تو ہی جانے فدائے آل رسول
قدر سمو سمائے آل رسول
یہ تقرب ملے نوافل سے!
ہوں حبیب فدائے آل رسول
یہ تقرب ملے نوافل سے!
ہوں حبیب فدائے آل رسول
ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ
عقل بھی ہو فدائے آل رسول
یا الٰہی برائے آل رسول
دل میں بھردے ولائے آل رسول
سر سے قربان تجھ پہ آنکھوں سے
آنکھیں سر سے فدائے آل رسول
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ
دل کی کلیاں کھلائے آل رسول
بھینی بھینی سی مست خوشبو سے

دل کی کلیاں بسائے آل رسول

بیل میری بھی اب منڈ ہے چڑھ جائے

صدقہ حامد رضائے آل رسول(۳۹)

علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری اشرفی مدفیوضہم فرماتے ہیں:۔

ایک بار حضرت حجۃ الاسلام جنہیں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے خلافت واجازت سے بھی نوازا تھا، ان کا کچھوچھہ شریف حاضری کے لیے جانا ہوا۔ آپ کے لیے سادات اشرفیہ نے آرام وسکون کے لیے الگ کمرہ کا اہتمام فرمایا اور خدمت کے لیے حضرت صاحبزادہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف کو مقرر کیا۔ حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی گجراتی (علیہ الرحمہ جو ان دنوں مدرسہ جامعہ اشرف میں صدر المدرسین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے، فرماتے ہیں "حضرت صاحبزادہ کو میں نے خصوصی طور پر خدمت میں مستعد رہنے کی تاکید کی" صاحبزادہ صاحب کا اس وقت معمولی سالباس تھا جب وہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب کو وضو کرانے لگے تو آپ نے فرمایا آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا درست نہیں۔ حالانکہ تعارف نہیں، کسی نے بتایا نہیں لیکن دل کی نیاز مندی نے انوار نور نبوت سے دیکھ لیا یہ شاہزادے ہیں۔ ذریت مصطفیٰ ہیں، نسبت سادات کا یہ لحاظ، خاندان رضویہ کے رگ وریشے میں سرایت کر چکا تھا۔ وہ سادات کی خوشبو قربت سے ہی محسوس فرما لیتے۔(۴۰)

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم اور سادات کرام

مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ بھی احترام سادات میں اپنے والد گرامی اور برادر اکبر سے کہیں پیچھے نہ رہے آپ کو بھی "سادات کرام" سے محبت جنون کی حد تک تھی آپ نے اپنے نعتیہ دیوان میں نہایت ہی والہانہ انداز میں سید السادات حضور غوث الاعظم علیہ الرحمہ کی شان میں کئی مناقب لکھی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

خود تو نہیں ہے مگر تو خدا سے
جدا بھی نہیں یا غوث اعظم
تو باغ علی کا ہے وہ پھول جس سے
دماغ جہان بس گیا غوث اعظم
جھلک روئے انور کی اپنی دکھا کر
تو نوری کی نوری بنا غوث اعظم

جو قسمت ہو میری بُری اچھی کردے
جو عادت ہو بد کر بھلی غوث اعظم
ترا رتبہ اعلیٰ کیوں ہو نہ مولیٰ
تو ہے ابن مولیٰ علی غوث اعظم
فدا تم پہ ہوجائے نوری مضطر

یہ ہے اُس کی خواہش دلی غوث اعظم

دم نزع آؤ کہ دم آئے دم میں
کرو ہم پہ یٰسین دم غوث اعظم
یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم
تمہارے کرم کا ہے نوری بھی پیاسا
ملے یم سے اس کو بھی نم غوث اعظم(۴۱)

مولانا عبد المجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں:۔

۱۹۷۹ء کا واقعہ ہے کہ گرمی کی دوپہر میں ایک خاتون ایک بچہ کے ساتھ تعویذ لینے کے لیے آئیں لوگوں نے بتایا کہ حضور مفتی ہند علیہ الرحمہ آرام فرمارہے ہیں مگر انہیں تعویذ کی سخت ضرورت تھی۔ انہوں نے کہلوایا کہ دیکھ لیا جائے کہ حضرت جاگے ہوں اور مجھے تعویذ مل جائے مگر حضرت کے پاس کسی کو جانے کی ہمت نہ ہوئی۔

بالاخر وہ خاتون اپنے بچہ سے بولیں چلو بیٹے یہ کیا معلوم تھا کہ اب یہاں سیدوں کی باتیں نہیں سنی جاتیں نہ معلوم حضرت نے کیسے سن لیا اور کادمہ کو آواز دے کر کہا جلدی بلاؤ شہزادی کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ انہیں روک لیا گیا بچہ حضرت کے پاس گیا حضرت نے نام پوچھا اس نے بتایا حضرت نے اس بچہ کو بڑی

عزت و محبت کے ساتھ بٹھایا پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا سیب منگا کر دیا اور پھر پردے کی آڑ سے محترم خاتون سے حال معلوم کر کے انہیں اسی وقت تعویذ لکھ کر دیا اور گھر میں یہ کہہ کر رکوالیا کہ دھوپ ختم ہو جائے تب جانے دینا اور ان کی خاطر مدارت میں کمی نہ کرنا۔(۴۲)

علامہ سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ کراچی) لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ عرس رضوی کے موقع پر ایک غریب سید صاحب جو ابھی جوان تھے اور دیوانوں جیسی باتیں کرتے تھے تشریف لے آئے اور کہا، مجھے پہلے کھانا دو منتظمین نے کہا کہ ابھی نہیں اتنی دیر میں سید صاحب عالم دیوانگی میں حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں جانے لگے علماء نے ان کو روکا مگر کسی نہ کسی طرح وہ مفتی اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور فرمایا دیکھئے حضرت یہ لوگ مجھے کھانا نہیں دیتے، میں بھوکا ہوں اور سید بھی ہوں۔ یہ سننا تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند کھڑے ہو گئے اور ان سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس تخت پر بٹھالیا ڈبڈبائی آنکھوں سے فرمایا کہ حضور سید صاحب پہلے آپ ہی کو کھانا ملے گا یہ سب آپ ہی کا ہے وہ سید صاحب بہت خوش ہوئے اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جناب ساجد علی خاں صاحب کو بلا کر فوراً ہدایت فرمائی کہ سید صاحب کو لے جایئے اور ان کی موجودگی میں فاتحہ دلوایئے اور سب سے پہلے

کھانا ان کو دیجیے تبرک فرمالیں تو سب کو کھلایئے اب کیا تھا سید صاحب اکڑے ہوئے نکلے اور کہنے گے دیکھا مجھے پہچاننے والے پہچانتے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو جب یہ معلوم ہوتا کہ ان کے گھر میں کوئی سید آیا ہے تو بہت خوش ہوتے۔۔۔ میں (سید محمد ریاست علی قادری) اپنے بریلی کے قیام کے دوران جب بھی آپ کا نیاز حاصل کرنے گیا تو آپ نے مجھے کبھی اپنے پائنتی بیٹھنے نہیں دیا بلکہ اپنے پاس بٹھاتے اور میرے بڑے صاحبزادے سید محمد اویس علی کو اپنے پاس بلا کر بہت ہی پیار فرماتے تھے۔(۴۳)

مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ راقم کے نام ایک خط میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا ایک ایمان افروز واقعہ یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"نبیرۂ حضور غوث الثقلین نقیب الاشراف سیدنا شیخ طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی علیہ الرحمہ عالم جوانی میں جب ۱۹۵۵ء (غالباً) میں بریلی شریف پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لیے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ پا پیادہ ایک جم غفیر کے ساتھ موجود تھے آپ نے پیر صاحب کو ٹرین سے اترنے کے بعد زمین پر پیر نہیں رکھنے دیئے بلکہ کرسی پر بٹھا کر اتارا گیا اور کرسی کو کندھو پر اٹھا کر موٹر کار میں بٹھایا گیا کندھوں پر اٹھانے والوں میں خود ہندوستان جیسے عظیم ملک کا مفتی اعظم و ہند میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ مرید تھے بنفس نفیس پا پیادہ شریک تھا۔ پھر اس موٹر کے دونوں طرف لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور استقبال کے لیے آنے والے مسلمانان بریلی کو حکم دیا گیا کہ اسٹیشن سے مزار اعلیٰ

حضرت تک پیر صاحب کی کار کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جائے چنانچہ تمام مجمع نے مل کر کار کو کندھوں پر اٹھایا، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کندھے پر اٹھانے والوں میں سب سے آگے تھے خود بھی پا پیادہ تھے اور ان کے ساتھ تمام مجمع بھی پا پیادہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادری جیلانی رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کا یہ اعزاز وکرام اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا"۔(۴۴)

جب حضرت مفتی اعظم مرض الموت میں مبتلا تھے، معتقدین و مریدین اور خواص آپ کی خدمت میں مصروف تھے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھولیں اور گویا ہوئے آپ لوگوں میں مجھے سید کی خوشبو آرہی ہے۔ سید صاحب نے ہاں سے جواب دیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے مخدوم ہیں، آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا جائز نہیں۔

پھر آپ نے وصیت میں فرمایا! میرا جنازہ کسی سید سے پڑھانا۔ جب لاکھوں عقیدت مند حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا جنازہ پڑھنے کے لیے حاضر ہیں، حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب نماز جنازہ پڑھانے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں کہ آواز آئی کچھوچھہ مقدسہ کی عظیم شخصیت صاحب سجادہ حضرت پیر سید مختار اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لے آئے ہیں تو حضرت سرکار کلاں کی اقتداء میں لاکھوں سنیوں، بریلویوں، اشرفیوں، چشتیوں، قادریوں، سہروردیوں الغرض مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل

کی، جن میں ہزارہا مشائخ عظام، علماء کرام شامل ہوئے اور خاندان سادات اشرفیہ کی عظمت و منزلت پر اپنی عقیدت و محبت کی مہر لگادی۔(۴۵)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور سادات کرام:

مولانا صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری روایت کرتے ہیں کہ:۔

۱۹۷۶ء میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا منان رضا خان (منانی میاں) ابن مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں کراچی تشریف لائے تھے، دارالعلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ شمالی ناظم آباد کراچی میں استاذ العلماء حضرت مولانا محمد طفیل صاحب علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ نے آپ کی ضیافت کی تھی فقیر بھی اس محفل میں شریک تھا، اس محفل میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے چند صاحبزادگان تشریف فرماتھے، جب مولانا منانی میاں صاحب سے ان صاحبزادگان کا تعارف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ح والے سے کرایا گیا تو آپ فوراً باادب ان کے حضور کھڑے ہوگئے نہ صرف دست بوسی بلکہ پابوسی کی اور فرمایا کہ:۔

انہی کی بدولت تو میرے واجداد خصوصاً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کو علم و فضل کا اعزاز اور عشق رسول رضی اللہ عنہ کا سرمایہ ملا ہے، ان کی قدم بوسی کرنا تو ہم خانوادہ اعلیٰ حضرت پر واجب ہے"۔(۴۶)

مخدوم الاولیاء کی رائے گرامی

مخدوم الاولیاء سید العلماء، یادگار مشائخ مارہرہ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید آل مصطفیٰ میاں صاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے اس بات پر بہت ہی غور کیا کہ حضور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت قدس سرہ العزیز ہر فضیلت وکرامت کے حامل تھے اور ان کی ذات بابرکات مظہر ذات وصفات سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو پٹھان قوم میں کیوں پیدا فرمایا، سادات میں کیوں نہیں پیدا فرمایا تو سمجھ میں آیا کہ اگر وہ سید ہوتے اور سید ہو کر سیدوں کا ادب واحترام اس شان وبان سے فرماتے، ان کی تعظیم وتوقیر کا خطبہ اس طرح پڑھتے تو منافقین یہ کہہ سکتے تھے کہ میاں اپنے منہ اپنی تعریف کر رہے ہیں اور اپنی تعظیم وتوقیر کا خطبہ اس طرح پڑھتے تو منافقین یہ کہہ سکتے تھے کہ میاں اپنے منہ اپنی تعریف کر رہے ہیں اور اپنی تعظیم وتوقیر کروانے کی غرض سے یہ طریقے اپنا رہے ہیں۔ لہذا رب تعالیٰ جل وعلا کی یہ حکمت ظاہر ہوئی کہ سادات میں ان کو پیدا نہ فرما کر اعدائے دین کا مونھ روز قیامت تک کے لیے بند فرمادیا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جس شان وبان سے سیدوں کا ادب واحترام فرمایا اور سادات کرام کی تعظیم وتوقیر کر کے امت کو دکھایا، تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی"۔(۴۷)

اختتامیہ

احترام سادات کے سلسلے میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تعلیمات اور واقعات درس عبرت دیتے ہیں کہ سادات کرام کے ساتھ نہایت محبت وعقیدت اور تعظیم وتوقیر کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر گامزن ہوں گے بلکہ ایسا کرنے سے سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو بنی آدم میں پیدا فرمایا، سادات کرام کی اولاد امجاد سے کیا، دولت ایمان واسلام سے سرفراز فرمایا۔ آخر میں اپنی سادات برادری کی خدمت میں جملہ معترضہ کے طور پر چند باتیں کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

سلطان الواعظین علامہ ابو النور محمد بشیر صاحب مدظلہ "تذکرۃ الاولیاء" کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ مسجد سے نکلے تو ایک سید زادہ نے ان سے کہا۔

اے عبداللہ (علیہ الرحمہ) یہ کیسا مجمع ہے؟ دیکھ میں فرزند رسول (ﷺ) ہوں تیرا باپ تو ایسا نہ تھا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، میں وہ کام کرتا ہوں جو تمہارے نانا جان نے کیا تھا اور تم نہیں کرتے اور یہ بھی کہا کہ بے شک تم سید ہو اور تمہارے والد رسول اللہ ﷺ ہیں اور میرا

والد ایسا نہ تھا مگر تمہارے والد سے علم کی میراث باقی رہی، میں نے تمہارے والد کی میراث لی، میں عزیز اور بزرگ ہو گیا، تم نے میرے والد کی میراث لی تم عزت نہ پا سکے۔

اسی رات خواب میں حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ چہرہ مبارک آپ کا معتبر ہے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ رنجش کیوں ہے؟

فرمایا! تم نے میرے ایک بیٹے پر نکتہ چینی کی ہے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ جاگے اور اس سید زادہ کی تلاش میں نکلے تا کہ اس سے معافی طلب کریں، ادھر اس سید زادہ نے بھی اسی رات کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے اس سے یہ فرمایا کہ بیٹا اگر اچھا ہوتا تو وہ تمہیں کیوں ایسا کلمہ کہتا، وہ سید زادہ بھی جاگا اور حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کی تلاش میں نکلا، چنانچہ دونوں کی ملاقات ہوگئی اور دونوں نے اپنے اپنے خواب سنا کر ایک دوسرے سے معذرت طلب کرلی۔(۴۸)

اس واقعہ سے اہل سمجھ کے لیے بہت کچھ سامان عبرت و بصیرت موجود ہے۔ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی امت کی ہر بات پر شاہد اور ہر بات سے باخبر ہیں۔ حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والی کسی چیز پر نکتہ چینی حضور ﷺ کی خفگی کا موجب ہے۔ آل رسول ﷺ کے ناپسندیدہ کاموں سے بھی حضور ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

اسلام و مسلمین کے لیے آل رسول ﷺ کی قربانیاں اظہر من الشمس ہیں ہمارے جد اعلیٰ حضرت سیدنا امام علی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام و مسلمین ہی کے لیے مدینہ منورہ چھوڑا، مکہ المکرمہ چھوڑا، کرب و بلا کو بسایا، پورا خاندان لٹایا۔ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ جیلان میں پیدا ہوئے، گھر چھوڑ کر بغداد چلے آئے۔ حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ ہجویر سے ہجرت فرما کر لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ "سمنان" ترک فرما کر کچھوچھہ "میں جلوہ افروز ہوئے۔ ایسے بے شمار نام لیے جاسکتے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف "تبلیغ دین" کے لیے تھا تبلیغ اسلام صرف اور صرف ہماری دولت تھی ہمارا ماضی نہایت روشن اور تابناک ہے۔

آج پھر نہایت پُر فتن اور ابتلاء و آزمائش کا دور شروع ہے۔ مدح اہل بیت کا نام لیکن اصحاب رسول پر تبرا بازی۔ مدح صحابہ کی دعوت لیکن کام قدح اہل بیت کا۔ آہ! دین فروشی اور ملت فروشی۔ ضلالت و گمراہی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ اسلامی روایات اور دینی اعتقادات کی پائمالی۔ دین اور عالم دین کا تمسخر عروج پر ہیں۔

ان نازک ترین حالات میں ناموس رسالت، آبروئے اہل بیت، عظمت صحابہ، مقام اولیاء کی حفاظت، عقائد حقہ کی پاسبانی، اسلامی دل و دماغ کی رکھوالی کون کرے گا، ہاں ہاں خدارا بتاؤ! امت مصطفیٰ ﷺ کی راہنمائی کون کرے گا۔

سنو سنو بریلی سے ایک عرصہ درواز سے محبّ سادات امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی صدائے دلنواز آرہی ہے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سیدو! بیدار ہو جاؤ، جاگو جاگو، دوسروں کو جگاؤ، اپنے حسب ونسب کا احترام فرماؤ، سید بن کے رہو، نیک اعمال میں ممتاز نظر آؤ، دلِ حضور اقدس ﷺ نہ دکھاؤ، اپنے نانا ﷺ کی امت پر رحم کھاؤ، ہاں ہاں سیدو اپنے مقام کو پہنچانو، محراب و منبر کے وارث، حق وصداقت کے علمبردار، عدالت وامامت کے پیشوا، فقر ودرویشی کی بنیاد تم ہی تو ہے۔

اے سیدو! سادات کرام کی تحریک کو پھر سے زندہ کرو، وہی عزم واستقلال، وہی تسلیم رضا، وہی جذبہ ایثار و قربانی، وہی طریقہ سخاوت وعبادت اختیار کرو۔

سیدو! ایمان کو سنوارو، عمل کو سجاؤ اور پھر تاریخ کو دھراؤ۔

یہ رسم خانقاہی ہے، غم واندوہ دلگیری
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
(اقبال)

"احترام خاندان نبی"

۱۴۱۸ھ

شک نہیں اس میں ذرا بھی، اعلیٰ حضرت کا وجود
مرکز اوصاف تھا، مجموعہ افضال تھا
کوئی بھی ایسا نہیں ہے شعبہ تحقیق وعلم
جس میں اس فخر زمانہ کو کمال حاصل نہ تھا
دانش وحکمت سے حصہ اپنے لطف خاص سے
مبدء فیاض نے وافر عطا ان کو کیا
یہ زمانے نے کیا ہے خوش دلی سے اعتراف
وہ امام نعت گویاں تھے، شہِ ملک ثنا
حب محبب خدا ہے جان ایمان ویقیں
زندگی بھر درس تعظیم محمد کا دیا
کتنی پاکیزہ اس عبد مصطفیٰ کی سوچ تھی
روضہ سرکار کو کعبے کا بھی کعبہ کہا
ہر گل باغ محمد کو رکھا اس نے عزیز
اس نے سچا احترام آل محمد کا کیا
حیدر وحسن وحسین وفاطمہ کا وہ محبّ

اس کے ممدوح گرامی حضرت غوث الورا
باہمہ شان بزرگی، اپنے قول و فعل سے
عمر بھر غایت ادب سادات کا اس نے کیا
اس مقالے میں کیے باذوق صابر نے بیاں
روح پرور واقعات وتجربات ایماں فزا
اس کا ہاتف نے سنِ تکمیل طارق سے کہا
دیکھ "شوق واحترام خاندان مصطفیٰؐ"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۹۹۷ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"قطعہ تاریخ ماہ تابان محمدی"

"فصیح البیان امام احمد رضا" اور "نیک طرز ادا احترام سادات"

۱۴۱۸ھ ۱۴۱۸ھ

"مقالہ حق ماب جناب سید صابر حسین شاہ بخاری"

دیکھئے صابر بخاری کا مقالہ دیکھئے
ہے "رضا اور احترام خاندان اہل بیت"
شاہ جیلاں حضرت حسنین وزہرہ بو تراب
ہیں یہ سب نور تمام خاندان اہل بیت
غوث اعظم کے وسیلے سے ہے جہاں میں چار سو
ہے رواں فیض دوام خاندان اہل بیت
ہے حکومت باطنی کونین میں ابدال کی
کتنا محکم ہے نظام خاندان اہل بیت
امام اہل سنت ان کے ایسے جاں فشاں
خود کو کہتے تھے غلام خاندان اہل بیت
اعلیٰ حضرت کی ہر اک تحریر سے ہے آئینہ
رضویت ہے شاد کام خاندان اہل بیت
اس مقالے سے فضیلت ہے عیاں سادات کی

اللہ احتشام خاندان اہل بیت

کہہ دے اے صابر براری اس کو تاریخ طبع

"کلک حق ہے احترام خاندان اہل بیت"

----------- ۱۹۹۷ء -----------

جناب صابر براری (کراچی)

ماخذ و مراجع

(حواشی و حوالہ جات)

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے (الف) سید علی ہمدانی: زاد العقبیٰ (مترجم: سی شریف حسین سبزواری) مطبوعہ لاہور (ب) علامہ یوسف نبہانی: برکات آل رسول (مترجم: علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور (ج) مفتی احمد یار خاں نعیمی: الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول (مشمولہ رسائل نعیمیہ) مطبوعہ لاہور

۲۔ محمد عبد المجید صدیقی: زیارت نبی بیداری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۸۱

۳۔ دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: ارادۃ الادب لفاضل النسب مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء

۴۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۹ مطبوعہ کراچی ص ۱۰۹

۵۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۱۸، ۱۱۹

۶۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔ ج ۱۰ نصف آخر ص ۱۳۱۔ ۱۳۲

۷۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۶۶، ۱۶۷

۸۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۷۳، ۱۷۴

۹۔ دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم (مشمولہ فتاوی رضویہ ج ۴)

۱۰۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج۴ مطبوعہ کراچی ص۴۸۹، ۴۹۰
۱۱۔ مولانا حسنین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص۷۷
۱۲۔ دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: حدائق بخشش (مرتبہ شمس بریلوی) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء
۱۳۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج۱۲، مطبوعہ بمبئی ص۱۲۵
۱۴۔ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص۱۵۵
۱۵۔ مولانا محمد صابر نسیم بستوی: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص۱۶۲
۱۶۔ صاحبزادہ سید محمد امین برکاتی: خانوادہ برکاتیہ کا روحانی فرزند مشمولہ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء ص۲۳۲
۱۷۔ مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص۲۰۷
۱۸۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۲۰۸
۱۹۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۲۰۸، ۲۰۹
۲۰۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۲۰۶
۲۱۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۲۰۴
۲۲۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص۲۰۳

۲۳۔ دیکھئے راقم کا مقالہ، امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی مشمولہ ماہنامہ آستانہ کراچی محدث اعظم نمبر ۲
۲۴۔ مولانا حسنین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص ۷۷،۷۸
۲۵۔ مولانا شاہ مانا میاں قادری: سوانح حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص ۱۵۲
۲۶۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: انوار البشارۃ فی مسائیۃ الحج والزیارۃ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء ص ۹
۲۷۔ مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری بنام راقم الحروف محررہ ۳۰ نومبر ۱۹۹۶ء
۲۸۔ سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۸۴ء (مرتبہ مولانا سید محمد ریاست علی قادری) ص ۳۰۳
۲۹۔ علامہ ارشد القادری: زلف و زنجیر مطبوعہ لاہور ص ۱۰۰ تا ۱۰۴
۳۰۔ تاجدار معرفت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی۔ صراط الطالبین فی طریق الحق والدین۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۸۳
۳۱۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۱۰ نصف آخر مطبوعہ کراچی ص ۲۶۸
۳۲۔ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص ۳۰۳
۳۳۔ اقبال احمد رضوی مصطفائی: کرامات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء ص ۶۰

۳۴۔ مولانا محمد صابر نسیم بستوی: اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۶۱
۳۵۔ مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ مطبوعہ کراچی ص ۲۰۱
۳۶۔ محمد مرید احمد چشتی: جہان رضا مطبوعہ لاہور ص ۱۵۱، ۱۵۲
۳۷۔ مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ مطبوعہ کراچی ص ۲۰۱
۳۸۔ مولانا عبد المجتبیٰ رضوی: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۴۸۵
۳۹۔ دیکھئے: مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی: تذکرہ جمیل مطبوعہ دہلی ۱۴۱۲ھ ص ۲۹۰ تا ۲۹۴
۴۰۔ علامہ محمد منشا تابش قصوری اشرفی۔ مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور ص ۷۸
۴۱۔ دیکھئے: مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری: سامان بخشش مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۸۲ تا ۸۷
۴۲۔ مولانا محمد عبد المجتبیٰ رضوی: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۵۱۱
۴۳۔ مولانا سید محمد ریاست علی قادری: مفتی اعظم ہند مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء ص ۵۹
۴۴۔ مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری بنام راقم الحروف محررہ ۳۰ نومبر ۱۹۹۶ء

۴۵۔ علامہ محمد منشا تابش تابش قصوری اشرفی۔ مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور ص۷۹

۴۶۔ مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری، بنام راقم الحروف محررہ، ۳۰نومبر ۱۹۹۶ء

۴۷۔ مولانا محمد امانت رسول قادری: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء ص۸۰،۸۲

۴۸۔ سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر: سچی حکایات حصہ اول مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص۹۳،۹۴